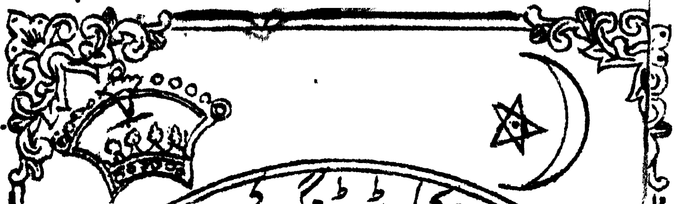


سلسلہ تالیفات وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر

نمبر (۳۰۱)

تاریخ عرب قدیم

از تالیفات

عبداللہ العمادی

مطبوعہ نول کشور سٹیم پریس لاہور

قابل قدر کتب

تمدن اسلام (از مولوی محمد حلیم صاحب انصاری) ہر دو حصص ... ...

الاسلام (از مولوی فتح محمد صاحب جالندھری) ۸/

الحجاب (مترجمہ منشی محمد خلیل الرحمن صاحب) ۶/

ترتیب القرآن (" " " ") ۴/

مائدہ محمدیہ (از مولوی حسام الدین احمد صاحب) ۲/

اختلاف اللسان (از منشی وجاہت حسین صاحب وجاہت اڈیٹر اصلاح سخن)

اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر (مؤلفہ و مرتبہ شمس العلما شبلی نعمانی) ...

سوانح عمری مولوی روم (مؤلفہ و مرتبہ شمس العلما شبلی نعمانی) ... ...

حیات خسرو (از منشی سعید احمد صاحب مارہروی) ۳

آثار خیر (" " " ") ... ...

آثار اکبری (تاریخ فتحپور سیکری) " " " " " ...

مسلمانوں کی ترقی اور انکے تنزل کے اسباب (از نواب محسن الملک بہادر مرحوم)

تقلید عمل بالحدیث (از نواب محسن الملک بہادر مرحوم)

اسلام کی دنیوی برکتیں

الدین یسر (از شمس العلما خواجہ الطاف حسین صاحب حالی) ...

تہذیب ... (" " " ") ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رب ھب لی حکماً والحقنی بالصالحین واجعل لی لسان صدق
فی الاخرین۔

شام و عراق میں بکثرت ایسے شہر موجود ہین جو قبل اسلام کی قدیم عربی
سلطنتوں کی یادگار ہین صیدا، صور، عکا، حیفا، یافہ، غزہ، عسقلان، بال
جبیل، ارواد، بیروت، حمص، دمشق، یہ سب ایسے مقامات ہین جن مین مختلف
عربی سلطنتین اور حکومتین قائم تھین اور جن کے مٹے ہوئے آثار اب بھی انکی
عظمت و جلالت کا افسانہ سنا رہے ہین۔ یہ سلسلہ شام سے دجلہ و فرات تک
مسلسل تھا ان دونون مقدس دریاؤن کے سواحل پر بابل و اشور کی مشہور
سلطنتین عہد قدیم کے تمدن کا پھریرا اڑا رہی تھین اور اس سرے سے اس
سرے تک سامی (سامیٹک) عنصر اور سامی زبان کا ان تمام مقامات میں سکہ
رائج تھا۔ بحر متوسط کے شمالی و جنوبی سواحل پر جن اقوام نے نوآبادیان اور

مقدس بستیان آباد کین اور جن بزرگون نے یورپ اور افریقہ کو اُس زمانہ مین تجارت وصنعت ومذہب وعلم سے روشناس کیا وہ انھین سواحل صیدا وصور کے باشندے تھے اور وہی پاک سامی خون اُن کی رگون مین موجزن تھا۔ جس نے بعد مین اُولعزم پیغمبرون سے زمانہ کا تعارف کرایا۔ آج وسط افریقہ واسٹریلیا وجزائر پاسیفک مین جو تجارتی وتمدنی ذخیرہ یورپ سے آتا ہے اور انگلستان کی روشنی جس طرح آج ہندوستان پر پڑ رہی ہے اسی طرح اُن دنون یورپ کی تاریکی مٹانے مین سامی ممالک آفتاب کی کرنون اور ریڈیم کی شعاعون کا کام دے رہے تھے عراق سے لیکر شام تک یہی ایک نسل آباد تھی اور وہی سامی زبان جس کے ایک خاص لہجہ (عربی) کا جاننا آج کل ہندوستان مین تاریک خیالی کا معیار سمجھا جاتا ہے اِس پردیسی قوم کی زبان تھی۔

یہ قوم کہان سے آئی اور اسکا اصلی مولد ومنشا کہان تھا؟

اس سوال کا جواب دینا ہمارا خاص فرض تھا، اسلئے کہ زمانہ ہمکو اس قوم کی یادگار سمجھ رہا ہے لیکن

ازمن اکنون طمع فضل وہنر ہیچ مکن ... کان ترقی کہ تو دیدی ہمہ برباد آمد

جس طرح یہ قوم مذہب، تمدن، علم، صنعت، سیر وسیاحت اور نو آبادیون کے پیلانے مین مشہور تھی آج اُسی طرح ہم دنیا کے اثر سے الگ تھلگ رہنے میں شہرۂ آفاق ہیں، لہٰذا اس داستان کو اگر ہم یورپ کی زبان سے سُنیں تو ناظرین ہمکو معاف فرمائین گے۔

مسیحی تاریخ کے ڈھائی ہزار برس قبل تک کے حالات کچھ وکچھ ہم کو معلوم ہین،

یادگارون اور کتابون سے دریافت ہورہا ہے کہ اس وقت دُنیا کا جس قدر حصّہ مشہور تھا اُس قوم کے آثار تمام پھیلے ہوے تھے۔ یورپ و افریقہ و ایشیا کے کوچک مین جسقدر تجارت تھی اسی قوم کے ہات مین تھی، صنعت و زراعت پر اُسی کا قبضہ تھا، نئے شہر آباد کرنے کی طاقت اُسی کے زبردست ہاتون مین تھی، یہ سب مسلمات ہین اور عالم تحقیق کو علانیہ اعتراف ہو کہ دُنیا مین اُن دنون جس قدر تمدّن و علم و ادب تھا سب پر اسی قوم کی حکومت تھی۔ بابل کے کھنڈرون آشور کے ویرانون، مصر و شام کے شہرون، اور یمن کی خاک مین یہ سب خزانے دفن ہین، اور موسیو مورگن کو عراق عرب وغیرہ مین جو ٹوٹے پھوٹے کتبے ملے ہین اُن سے اِس قیاس کی پوری تائید ہوتی ہے اور یے شبہ ماننا پڑتا ہے کہ اِن تمام مقامات مین ایک ہی قوم کی شاخین پھیلی ہوئی تھین جن کی زبان سامی تھی

علم الآثار سے یہ بھی دریافت ہوتا ہے کہ اِس قوم کے پہلے اِن ممالک مین چند ترقی یافتہ قومین آباد تھین جن مین قوم اکادی وسومرہ کا نام خصوصیت کے ساتھ اہل فن کی زبان پر آتا ہے یہ قومین سامی نہ تھین، ان کے اخلاق و عادات و زبان سب چیزین سامیون سے جدا تھین۔ اب تک جو آثار برآمد ہوئے ہین اُن کی بنا پر یہ راے قایم کی گئی ہے کہ کسی نامعلوم زمانہ مین سامیون کے فاتحانہ حملون نے ان قومون کو تباہ کر ڈالا، ان کی بستیان چھین لین، اور آخر اس مغلوب عنصر کا تجزیہ کر کے ہمیشہ کے لیے متفرق و پریشان کر دیا، اگر کچھ بچے بھی تو جیسا کہ امریکہ کے اصلی باشندے (ریڈ انڈین) یورپین فاتحون کے ساتھ مخلوط ہو کر اپنی اصلیت کھو بیٹھے ہین وہ بھی اپنی قومیت کو حملہ آورون کی دست درازی سے

محفوظ نہ رکھ سکے۔

یہ حملہ آور قوم جس کے تمدنی آثار آجتک باقی ہین کون تھی اور کہان سے آئی؟ یہ ممکن نہین کہ فرات و دجلہ کے مشرق و شمال سے یا خلیج فارس کے مشرقی یا شمالی حصہ سے اُس نے حملہ کیا ہو، اس لئے کہ ان مقامات مین نہ کبھی یہ قوم آباد ہوئی اور نہ یہان کہین اس قوم کے آثار کا نام و نشان ملتا ہے۔ یہان اُن دنون قدیم مادی وایرین وکرد و تورانی وغیرہ آباد تھے، لہذا سامیون کا اصلی وطن ان ممالک کو بتانا بالکل خلاف قیاس ہے۔ ایشیاے کوچک و سواحل بحر اسود یا اُس کے قرب وجوار کی نسبت بھی یہ راے نہاین قائم کیجا سکتی، اس لیے کہ ان ممالک مین علم الآثار نے جن اقوام کے آثار دریافت کیے ہین اُن کے اوضاع و اطوار و زبان کو سامیون سے کوئی نسبت نہ تھی اور نہ اُن کے آداب و شایستگی مین سامیت کا کوئی شائبہ تھا۔

ہونہو یہ قوم جنوبی ممالک یعنی عرب سے آئی ہو

تحقیق کو جس قدر وسعت ہوئی یہی ثابت ہوا کہ قدیم اشوریون اور بابلیون کا اصلی وطن عرب تھا عرب سے نکلکر جب دوآبہ دجلہ و فرات مین آئے ہین تو ایک ہات مین تلوار تھی اور دوسرے مین تمدن، تلوار کی قوت سے ملک فتح کیا اور تمدن کی طاقت سے شایستگی پھیلائی۔ اُن کا اثر اس قدر وسیع اور دیرپا تھا کہ سلطنت برباد ہونے پر بھی اُن ممالک مین اُن کی زبان میں تحریر و تقریر تہذیب کی نشانی سمجھی جاتی تھی۔

پیشداویون[1] کے جو آثار نکلے ہین اور ایبنٹون اور پتھرون پر جو شاہی احکام

[1] پیشدادیون سے ہماری مراد ایران کے وہ سلاطین ہین جو ساسانیون کے قبل گذرے ہین ایرانیون نے

یا مذہبی دعائین منقوش ہین سب اُسی زبان (سامی) مین ہین جو عربی لہجہ کی اصل
بنیاد ہے۔ ایشیائے کوچک مین جہان یونانی عنصر غالب تھا وہان بھی خطِ سماری
مین اِسی زبان کے کتابے ملتے ہین، صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکومت مٹنے پر بھی بہت
دنون تک یہی زبان شائستہ طبقہ کی زبان تھی، اور یہ کچھ تعجب کی بات نہین سلطنت
غرناطہ کے زوال پر بھی سالہا سال ملک مین عربی کا رواج رہا۔ ہندوستان مین بھی
سلطنت مغلیہ کے انقلاب پر تا زمانہ دراز تک انگریزی عدالتون اور دفترون مین
فارسی زبان کی حکومت تھی اور باوجود کثرت موانع اور انگریزی کے قبضۂ مخالفانہ
کے اب بھی فارسی کا نام باقی ہے

ساحل بحر متوسط پر میدان سماوہ سے حجاز تک شمالی و جنوبی و مغربی قطعات
مین جس قدر آبادی تھی سب کی زبان خالص سامی تھی۔ جنوب مین عمالقہ آباد تھے
جو براہ راست عرب سے آکر آباد ہوئے تھے۔ مورخین عرب عمانیہ لکھتے ہین کہ عمالقہ خاص
عرب سے براہ حجاز شام مین آئے تھے۔ عبرانی، ادومی، موابی، عمونی، دوابۂ دجلہ و فرات
سے نکل کر شام مین آباد ہوئے تھے۔ دمشق مین ارامی آباد تھے۔ جنہون نے عبرانیون سے
بھی پہلے ارض بابل سے نکلکر یہان بود و باش اختیار کی تھی۔ محکمۂ تحقیق کا فیصلہ ہے
کہ یہ ساری قومین ابتداءً عرب سے نکلکر دوآبہ دجلہ و فرات مین آباد ہوئین اور جب

جو چار تقسیم (پیشدادی، کیانی، اشکانی، ساسانی) کی ہے ازروئے تحقیق جدید یہ اسقدر صحیح
نہین کیونکہ اِن کے علاوہ اور دوسرے خاندانون نے بھی حکومت کی ہے۔ ہم اُن سب سلاسل
سلطنت کو پیشدادی کہتے ہین جنکی حکومت ساسانی خاندان سے قبل تھی۔

عراق کی وسعت بھی اُن پر تنگ ثابت ہوئی تو شام کی طرف رُخ کیا، اِس امر کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ عرب سے ہجرت کا سلسلہ برابر جاری تھا، عربی قبائل وسط و شمال عرب سے بغرض تجارت آتے تھے اور زرخیز زمین کی شادابی دیکھ کر اکثر یہیں رہ جاتے تھے۔ یہ سلسلہ عہد اسلام کے قبل تک جاری رہا مسیحیت کی ابتدائی صدیوں میں بنی غسان یمن سے شام میں آئے اور اضلاع حوران میں آباد ہوئے اُن کی آبادی شام سے شمالی فرات تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہودیوں کی تاریخیں بتا رہی ہیں کہ قبائل سلیح و ضجعم و تنوخ فلسطین میں عرب سے آئے تھے اور بحر مردار کے مشرقی و جنوبی سواحل پر آباد ہوئے تھے۔ حضرت عزرا و حضرت نحمیا، کے عہد میں اورشلیم (بیت المقدس) پر شاہان طوبیا و سنبلط جب حملہ آور ہوئے ہیں تو سردار عرب جشم اُن کی مدد پر تھا۔ فتوحات بخت نصر (بنو خذ نصر) کے دوران میں بھی یہودیوں اور اہل عرب میں تعلقات کا پتہ چلتا ہے، حضرت ارمیا نے جو پیشین گوئی کی تھی اُس میں اہل عرب کے تمام اوصاف مذکور ہیں۔ حضرت ایلیا کے زمانہ میں عربوں نے یہودیوں پر زور و شور سے فوجکشی کی تھی اور سارا خزانہ لوٹ لیا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں شعرائے بنی اسرائیل نے جو نظمیں لکھی تھیں اُن میں بنی قیدار (قوم عرب) کے خیموں کی تشبیہیں اور اونٹوں کے بکثرت استعارات موجود ہیں۔

صرف یہی نہیں کہ عربی قبائل عرب سے آکر شام و عراق میں آباد ہوتے تھے بلکہ وطن کی محبت کبھی کبھی ان ممالک کے باشندوں کو بھی عرب میں لے جاتی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خاص عرب میں ایک قربان گاہ بنائی تھی جس کا

تذکرہ توراۃ میں بھی موجود ہے[۱]۔ قطورہ کے سارے خاندان نے اور خود حضرت اسماعیل نے عرب مین سکونت اختیار کی تھی۔ مصر و عراق کے مابین تجارتی راستے انھین عربون کے قبضہ مین تھے۔ حویلہ جس کا تذکرہ توراۃ مین ہے وہ جبل شمر کا شہر ابن الرشید ہے جسے اب بھی حایل کہتے ہین۔ تین ہزار برس کے انقلاب نے صرف اتنا تغیر کیا کہ حویلہ سے حایل ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خود عربی الاصل تھے اسلیے کہ انکا خاندان عراق سے ہجرت کر کے شام میں آباد ہوا تھا اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ عراق کی سامی قومون کا اصلی وطن عرب تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ مین رفائی، روزی، ایمی، حوری، اور عمالقہ کا بڑا تسلط تھا اور یہ سب قومین خالص عرب تھین۔ صرف یہی نہین بلکہ مصر مین ان دنون جو سلطنت حکمران تھی وہ بھی خالص عربی سلطنت تھی، تاریخ مین اس سلطنت کا نام سلطنت ہکسوس یا دولۃ الرعاۃ ہے۔

عجیب اتفاق یہ ہے کہ حبرون جسے آج شہر خلیل کہتے ہین بقول پروفیسر سایس ان دنون خبیری کے نام سے موسوم تھا۔ علامہ ابن خلدون نے طبری کی روایت نقل کی ہے کہ خبیری قدیم عربی قوم عاد کا ایک زبردست قبیلہ تھا۔ جلہمہ بن خبیری

---

[۱] توراۃ (کتاب پیدائش) باب ۱۲، آیت ۸ مین ہے کہ "اوس نے (حضرت ابراہیم نے) بیت ایل کے پورب کے ایک پہاڑ کے پاس اپنا ڈیرا کھڑا کیا، بیت ایل اُسکے پچھم اور عئی اوس کے پورب تھا وہان اوس نے خدا کے لیے ایک قربانگاہ بنائی اور خداوند کا نام لیا" عبرانی مین "ایل" اور عربی مین "إل" اللہ کا نام ہے، بیت ایل یعنی بیت اللہ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ وہان پہلے موجود تھا، قربانگاہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کی رسم بہت پہلے رائج تھی۔

اس قبیلہ کا سردار تھا جب قوم عاد پر خدا نے آندھی کا عذاب نازل کیا تو یہ قبیلہ بھی اسی طوفان میں ہلاک ہو گیا، صرف دو شخص لقمان بن عاد و مرشد بن سعد جو مکہ مبارکہ میں استسقاء کے لیے آئے تھے بچ گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس حادثہ کے بعد خیبریوں کا بقیۃ السیف قافلہ وہان سے ہجرت کر کے جبرون آیا اور حسب تحقیق پروفیسر سایس خیبری کے نام سے یہان شہر بسایا۔ قوم عاد بھی یمن میں اس حادثہ کے بعد زیادہ نہ ٹھیر سکی، اس نے بھی ہجرت کی اور مصر میں آکر اپنی قومی سلطنت (دولۃ الرعاۃ) کی بنیاد ڈالی۔ توراۃ میں ہے کہ جبرون صوعن کے سات برس قبل آباد ہوا۔ صوعن اسی مقام پر تھا جہان آج کل دار السلطنت قاہرہ کے متصل مطریہ کی آبادی ہے، اس شہر کو اسی قوم عاد نے آباد کیا تھا جس کا مذاق فن تعمیر میں اس قدر شہرۂ آفاق تھا کہ اس کی رفیع الشان آبادیان عموماً "ذات العماد" کے لقب سے نامزد تھین۔

قوم عاد کی سطوت و جبروت کے افسانے بنی اسرائیل میں زبان زد تھے اسکی شاندار آبادیون کا مرکز کنعان تھا جو بعد میں بنی اسرائیل کے قبضہ میں آیا۔ یہ قبیلہ یمن سے ہجرت کر کے آیا تھا، ارض یمن میں اس کے کھوئے ہوے نشانات کچھ مٹے سے نظر آتے ہین، جغرافیون میں یمن کے شہر امیر کا تذکرہ موجود ہے یمن سے کنعان میں آکر امیر کا امورہ ہو جانا کوئی تعجب انگیز امر نہیں ہے۔ سرزمین کنعان کے پرانے شہر حورہ سے دنیا ناواقف نہیں ہے، یہان بھی عرب کی آبادی تھی، قرین قیاس ہے کہ یہ قوم بھی یمن سے آئی ہوگی۔ اصبح قوم حمیر کی ایک شاخ تھی۔ یمن میں حوار کے نام سے جو شہر اس نے آباد کیا تھا اہل عرب اس کا نام اب تک

نہین بھولے ہین ممکن ہے کہ حورہ کے آباد کرنے والے اسی حوار کے باشندے رہے ہون ۔

کنعان کی شہرۂ عالم قوم فینقیہ (فینیشیہ) کو کون نہین جانتا ، اس قوم نے دنیا مین شایستگی کے ذرائع اُس وقت وسیع کیے ہین جبکہ دنیا کا اکثر حصہ اس نام سے نا آشنا تھا۔ یورپ کے ہر گوشہ مین اِس کے آثار ملتے ہین اور ہر یادگار سے اسکی شاندار عظمت کا اندازہ ہوتا ہے یہ حد درجہ کی بلند ہمت اور تجارت پیشہ قوم تھی ، صور و صیدون کے نام سے جو دو شہر اس نے آباد کیے تھے وہ "سمندر کی ملکہ" اور "دنیا کی تجارتی منڈی" مشہور تھے ۔ اسکا مولد و منشا کہان تھا ؟ اس قوم مین سامی زبان کا وہ لہجہ شائع تھا جسے " ارامی " کہتے ہین ، یہ لہجہ اُن عربون کا تھا جنھون نے ارک و اکد و کلنہ وغیرہ آباد کیے تھے ۔ یورپ کی راے ہے کہ دوسرے سامی النسل اقوام کی طرح یہ قوم بھی عرب سے عراق مین آئی اور عراق سے ہجرت کر کے شام مین آباد ہوئی ، لیکن پروفیسر ضومط کو اس خیال کی واقعیت سے انکار ہے ۔

قدیم یونانی تاریخین بتا رہی ہین کہ قوم فینقیہ نے بحرین و خلیج فارس سے ہجرت کی تھی ، جغرافیہ طبعی کے ماہرین خوب جانتے ہین کہ بحرین عرب کا ایک طبعی حصہ ہے سواحل خلیج فارس اور بحرین مین قطیف سے شرجہ تک اسی ایک قوم کی آبادیان تھین ، جس مقام پر اب جزیرۂ کشم و بندر ہرمز واقع ہین وہان ان کی متعدد بستیون کے نشانات ملتے ہین ۔ کہا جاتا ہے کہ جس طرح بخت نصر نے شام مین ان پر تباہی ڈالی تھی کوئی نامعلوم بادشاہ بحرین مین ان پر حملہ آور ہوا اور ساری آبادی خاک مین

ملا دی، مجبوری نے اُن کو وہان سے نکال کر دوبارہ عمان و یمن مین پہنچایا یہان انھون نے شہر صور و صیدا آباد کیے، صور عمان مین اور صید یمن کے جنوبی حصہ مین مقام زبید و مخا کے مابین واقع تھا۔ مدتہاے دراز کے بعد جب وہان سے اکر سواحل فینیقیہ پر نوآبادیون کی داغ بیل ڈالی تو پہلے دو شہر جو آباد کیے وہ صور و صیدون تھے، اِن کے نام بھی وہی رکھے گئے کہ یادِ وطن تازہ ہوتی رہے صور بڑا شہر تھا اور اُسکی آبادی بڑے پیمانہ پر تھی۔ لیکن صیدون کی ابتدائی ہیئت مختصر تھی اور اُس مین ارض یمن کے شہر صید کی شان نہ تھی۔ ارامی زبان مین صیدون صید کی تصغیر ہے، کیا عجب ہی کہ بہ نسبت صید کے آبادی کم ہونے کی وجہ سے اس کا نام صیدون پڑا ہو۔

دیارِ عمان اور جنوبی یمن سے ہجرت کر کے شام مین آباد ہونے کی اِس سے واضح اور کیا دلیل ہو گی کہ اِن ممالک مین اب تک وہ یادگارین ناپید نہین ہوئین باب المندب کے شمال مین ایک شہر، ایک وادی، ایک پہاڑ، اور ایک وشوار گزار راستہ صید کے نام سے اب تک مشہور ہے اور اِس نام کی ایک قوم بھی ہے جو یمن کے مختلف نواح مین متفرق ہے، یہ جتنے نام ہین سب قدیم ہین اور یونانیون کے جغرافیہ مین بھی ان کا تذکرہ موجود ہے۔ اہل عرب کی عادت تھی کہ جس نئے ملک مین جاتے تھے وہان اپنے ملک کے نام سے نئے نئے شہر بساتے تھے۔ اسپین و پرتگال مین شام سے گئے تھے، وہان بعض شہر اب بھی اُن کے فاتحانہ جوش کی یادگار موجود ہین جن کے نام وہی ہین جو سرزمین شام کے شہرون کے ہین۔

اہل فینیقیہ کی زبان عربی نہ تھی (گو ارامی بھی عربی ہی کی بہن ہی)

اس کی وجہ یہ ہے کہ بحرین میں دو عنصر تھے ، ایک یہی عربی اور دوسرا ارامی - ارامی عنصر کو ہمیشہ غلبہ رہا - ساتھ رہنے سہنے اور باہمی اختلاط و معاشرت کی وجہ سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ارامی عنصر نے ہر صنف میں شریک غالب کا استحقاق پیدا کرلیا ایران سے ہندوستان میں آکر پارسیوں کی زبان گجراتی ہوگئی ، اسپین کے طولانی قیام نے تمام یورپ کے یہودیوں کی قومی زبان ہسپانی بنا دی ، ارامیوں کے امتزاج سے اگر اُن کے بھائی عربوں کا لہجہ بھی ارامی ہوگیا ہو تو ہم کو زیادہ متعجب نہ ہونا چاہیے -

ملک حبش میں دو قومیں آباد ہیں ، ان میں ایک قوم (غالہ - گالا) کی زبان آج بھی ایک طرح کی عربی کہی جاسکتی ہے - یہ قوم جس زمانہ میں عرب سے نکلکر حبش میں آباد ہوئی ہے اُس کی تاریخ قدامت کی تاریکی میں گم ہے - یہ سچ ہے کہ بعد میں عرب سے تعلقات ترک ہوجانے ، علمی روشنی نہ پہونچنے اور مقامی آب وہوا کے اثر نے اِس زبان کی ہیئت بدل دی ہے - اب اسکو کسی طرح خالص عربی نہیں کہہ سکتے لیکن جب تغیرات زمانہ نے صرف تیرہ صدیوں میں خود مکہ معظمہ کی زبان خراب کردی ہو تو حبش و مالطہ (مالٹا) کی عربی کو الزام دینا صحیح نہیں - قرآن اگر عربیت کا معیار نہ ہوتا اور عربی زبان کے کھوٹے کھرے کی جانچ اور تنقید اس سے نہ ہوتی تو جس طرح ایک ہندی کی بہتر زبانیں ہوگئیں عربی کی اِس سے بھی زیادہ ہوجاتیں حبش کی دوسری قوم جس کا عنصر وہاں زیادہ غالب ہے قوم امہری ہے جو حامی نسل کی ہے اور اسکی زبان بھی حامی ہے لیکن عربی کے بگڑے ہوئے الفاظ اور ترکیبیں اس میں بھی ہیں -

کہا جاتا ہے کہ قبطی زبان مین بھی عربی اثر موجود ہے اور ایسا ہونا خلاف قیاس بھی نہین ہے۔ قبطیون پر متعدد بار اہل عرب نے حکومت کی ہے اور وُہی بادیہ گرد قوم جسے قبطی "چرواہا" کہا کرتے تھے صدیون اُن کی آزادی کی مالک رہی ہے۔ سلطنت رعاۃ کے قبل بھی دریافت ہوتا ہے کہ قوم حمیر و سبا و یوب کی حکومتین فرعون کے ملک مین قائم تھین۔

غرض کہ عہد قدیم مین جہان جہان سامی قومین عروج پر تھین اور سامی زبان کا جن ممالک مین فروغ تھا از روے ارکیولوجی سبکا وطن اصلی عرب ثابت ہوتا ہی عراق و مشرقی و شمالی خلیج فارس و سواحل رود نیل و مغربی بحر متوسط اور بحر عرب کے جنوبی کنارون سے لیکر شمالی افریقیہ کے سواحل تک اہل عرب کی نوآبادیان تھین جو مختلف اوقات مین اپنے وطن سے نکل کر یہان آباد ہوے تھے۔ تحقیق کا آخری نتیجہ یہ ہے کہ جس طرح عہد رسالت مین اسلامی تمدن کی روشنی کا نقطۂ شعاعی عرب تھا اِسی طرح قدیم زمانہ کی سب سے پُرانی تہذیب و شائستگی کے مرکز ہونے کا بھی اسکو دعوی ہے۔ عرب مین اب بھی وہ شعلے دبے ہوئے ہین جنہون نے اسلامی فتوحات کے عہد مین ساری دُنیا مین آگ لگا دی تھی۔ قدیم عربی تمدن کے زوال نے جب سارے ملک مین تاریکی پھیلا دی تو زمانہ کو ضرورت ہوئی کہ دُنیا کے سب سے بڑے عظیم الشان مصلح (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کے مطلع انوار سے آفتاب اسلام طلوع ہو، اِسی طرح آجکل جب کہ اسلام مین ہر طرح کے اچھے بُرے رسم و رواج کی آمیزش ہو گئی اُسکو اصلی حالت پر لانے کے لیے پھر ایک مصلح کی ضرورت ہے جس کے فرایض منصبی کی تصریح خود حدیث نے کر دی ہے کہ یَملأُ الدُّنیا قِسطاً وَّ عَدلاً کَمَا مُلِئَت

ظُلماً وّجوراً (یعنی دنیا کو جو ظلم و ستم سے معمور ہوگی عدل و انصاف سے بھر دیگا)
لیکن ایسے شخص کے پیدا کرنے کی صلاحیت عرب ہی مین ہے، سوڈان یا ہندوستان
کی خاک ایسے شخص کو نہین پیدا کر سکتی -

قدیم عربی سلطنتیں

اہل عرب کا دعوی ہے کہ دنیا مین تمدن اور حکومت کی ابتدا عرب سے ہوئی
عربی حکومت کا ابتدائی مرکز اسلام کے قبل یمن تھا، اور سلاطین یمن نے دنیا کے
مختلف ممالک فتح کیئے اور متعدد قومون کو باجگذار بنایا - علامہ ابن قتیبہ نے کتاب
المعارف مین جہان قدیم سلاطین یمن کا تذکرہ کیا ہے وہان حارث الرائش کے
حالات مین لکھتے ہین -

کان اقصے اثر الرایش فی غزوہ الاول الھند ثم غزا بعد ذلک الترک باذربیجان وما یلیھا وسبی الذریۃ[1]

شاہ رایش کی بڑی یادگار اوس کا وہ حملہ ہے جو اوس نے ہندوستان پر کیا تھا، اِس کے بعد اوس نے آذربائیجان اور اُسکے مضافات مین ترکون پر لشکرکشی کی اور اُنکی نسل تاراج کر ڈالی -

شاہ افریقیس کے واقعات مین تحریر کرتے ہین

غزا الغو المغرب فی ارض بربر حتے انتھی الی طنجۃ وافریقیس ھو الذی بنی افریقیۃ وبہ سمیت -

شاہ افریقیس نے ملک مغرب مین لشکرکشی کی اور فتح کرتا ہوا طنجہ (بندرگاہ مراکش) تک پہنچگیا - افریقیہ کا بانی افریقیس ہی ہے اور اسی کے نام سے یہ موسوم ہے -

[1] معارف ص ۲۰۹ - اس کے بعد کی عبارتین صفحہ ۲۱۰ و ۲۱۱ سے منقول ہین

شاہ ذوالاذعار کے تذکرہ مین اُسکا سبب تسمیہ اِن الفاظ مین بتایا ہے

سمّی بذلك لانه كان غزا بلاد النسناس (؟) فقتل منهم مقتلة عظيمة ورجع الى اليمن من سبيهم بقوم (ركات) وجوههم فى صدورهم فذعر الناس منهم فسمى ذا الاذعار۔

یہ اس کا نام اِس لیئے پڑا کہ اُس نے بن مانس اور جنگلی اقوام کے ملک پر حملہ کیا اور بڑی خونریزی کرکے اُن کے قیدیون کو یمن مین لایا ان لوگون کے مُنھ معلوم ہوتا تھا کہ گویا سینون مین ہین۔ اہل یمن انکی عجیب خلقت دیکھکر گھبرا گئے جب سے بادشاہ کا نام ذوالاذعار یعنی گھبرا دینے والا پڑا

بادشاہ شمر کا حال لکھتے ہوئے بیان کیا ہے

خرج فى جيش عظيم حتى دخل ارض العراق ثم توجه يريد الصين فاخذ على طريق فارس وسجستان وخراسان فافتتح المدائن والقلاع وقتل وسبى ودخل مدينة الصغد[^1] فهدمها فسميت شمركند اى شمر اخربها واعربها الناس فقالوا سمرقند

وہ ایک بڑی فوج لیکر سرزمین عراق مین داخل ہوا، اور پھر چین کا رُخ کیا۔ فارس وخراسان وسیستان کی راہ اختیار کی۔ شہرون اور قلعون کو فتح اور باشندون کو قتل وغارت کرتا ہوا شہر سغد مین پہونچا اور اس کو منہدم وبرباد کردیا۔ اسی وجہ سے ”شمرکند“ نام پڑا یعنے شمر نے کھود ڈالا۔ اب لوگون نے اس کو معرب کرکے سمرقند کہنا شروع کیا ہے

شاہ اقرن کے واقعات مین لکھا ہے

[^1]: ضلع سمرقند کو عہد قدیم مین سغد کہتے تھے۔ معجم البلدان وغیرہ اسلامی جغرافیون مین یہی نام مذکور ہے۔

غزا بلاد الروم وكان اهلها
يومئذ يعبدون الاوثان ودخل
فيها حتى بلغ وادي الياقوت (؟)
فمات قبل ان يدخله ودفن هناك

شاہ اقرن نے ملک روم پر لشکر کشی کی اور
رومی اس زمانہ مین بُت پرست تھے، بڑھتے
بڑھتے وادی یاقوت (؟) تک پہنچ گیا لیکن
داخل ہونے کے قبل مرگیا اور وہین دفن ہوا۔

تبع جس کی قوم کا تذکرہ قرآن شریف مین بھی ہے۔ ابن قتیبہ اس کا بیان کرتے ہوی
تحریر کرتے ہین۔

اتاه عن الترك ما كرهه فسار
اليهم على جبلي طيئ ثم على الانبار
وهو الطريق الذي سلكه الرائش
فلقيهم في حد اذربيجان فهزمهم
وسبى منهم ورجع ثم غزا الصين
ثم رجع وخلف بالتبت جيشًا
عظيمًا رابطة فاعقابهم بالتبت
يعرفون ذلك

شاہ تُبّع کو جب ترکون سے تکلیف پہونچی
تو وہ بنی طے کی دونون پہاڑیون کے رستے
سے انبار کو روانہ ہوا۔ اِسی راہ سے شاہ
رایش نے بھی حملہ کیا تھا۔ ترکون سی آذربیجان
کی سرحد پر مقابلہ ہوا۔ پادشاہ نے انھین شکست
دی اور بہتون کو قید کر لیا وہان سی آگر پھر وہ
چین پر حملہ آور ہوا اور واپسی کے وقت ایک
بڑا لشکر تبت مین چھوڑ آیا۔ تبت میں اسکی نسل مشہور ہے

اِس واقعہ کی تائید علامہ مسعودی کے بیان سے بھی ہوتی ہے۔ تبت کی بیان
میں باشندگان تبت کے متعلق وہ لکھتے ہین۔

وقد كانوا في قديم الزمان يسمون
ملوكهم تُبّعًا لاتباع اسم تبع ملك
اليمن ثم ان الدهر ضرب ضرباته

قدیم زمانہ مین اہل تبت اپنے بادشاہ کو "تُبّع"
کہتے تھے اور اس لقب مین شاہان یمن کی جن کا
لقب تبع تھا پیروی کرتے تھے۔ انقلاب زمانہ

فتغیرت لغاتهم عن الحمیریة
وحالت الی لغة تلك البلاد من
جاورهم من الامم فسموا ملوکهم
بخاقان
وقد تنازع الناس فی انسابهم
فمنهم من الحقهم بولد یافث بن نوح
ومنهم من الحقهم بالفرس الاولی فی
نسل طویل وبلاد التبت مملکة
متمیزة من بلاد الصین والغالب
علیهم حمیر وفیهم بعض التبابعة
علی حسب ماذکرنا من اخبار
ملوك الیمن فیما یرد من هذا الکتاب
وذلك موجود فی اخبار التبابعة [1]

سے حالت متغیر ہوگئی اور شدہ شدہ قوم حمیر
کی وہ عربی زبان جوان مین رائج تھی ہمسایہ قوم
کی زبان سے بدل گئی اور بجائے تبع کے ترکون
کی تقلید مین وہ بھی اپنے بادشاہ کو خاقان کہنے لگے
اہل تبت کے سلسلہ نسب مین اختلاف ہے بعض
یافث بن نوح کی اولاد مین بتاتے ہین اور بعض
قدیم ایرانیون کی نسل مین شامل کرتے ہین تبت
کا ملک چین سے بالکل جدا اور ممتاز ہے باشندون
مین عربی قوم حمیر کے اوضاع غالب ہین
اور جیسا کہ اس کتاب مین بضمن تذکرہ سلاطین
مین ہم لکھین گے بعض امرا و رؤسا کا
لقب اب بھی تبع ہے سلاطین تبع کے واقعات
مین تبت کی تصریح موجود ہے [1]۔

علامہ ابن خلدون کو ان واقعات سے انکار ہے، مقدمہ تاریخ مین انھون نے
اسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ جزیرہ نماے عرب کو تین طرف سے سمندر احاطہ کیے ہوئے ہے۔
مغرب کی جانب پیش قدمی کے لیے صرف نہر سویس (سویز) کی راہ تھی۔ اگر اس راہ
سے وہ گزرتے تو پہلے ان کو بہت سی اقوام سے زور آزمائی کرنا پڑتی، عرب کے
شمال مغرب مین سلاطین عمالقہ کی حکومت تھی، شام مین کنعانی آباد تھے

[1] مروج الذہب ج ۱ ص ۱۹۳ بر حاشیہ نفح الطیب طبع مصر ا

مصر مین قبطی تھے وغیرہ وغیرہ چین وترکستان پر فوجکشی اور بھی خلاف قیاس ہی
کیونکہ اول تو اس قدر دور دراز ممالک پر کافی سامان سی حملہ کرنا دشوار تھا،
معہذا بیچ مین ایران وروم کی سلطنتین حد فاصل تھین، پہلے ان سلطنتون
پر قبضہ ہونا لازم تھا پھر آگے پیش قدمی ممکن تھی، بیشک عراق کی سرحد پر ایرانیون
اور عربون سے بارہا جنگ ہوئی۔ لیکن اسکا نتیجہ نہین نکلا کہ ایران پر اہل عرب
غالب آگئے ہون۔ الخ

یہان دو باتین بحث طلب ہین

(۱) ممالک مفتوحہ کو عرب کی فتوحات بتانا اس لیے خلاف قیاس ہے کہ
بیچ مین غیر اقوام کی آزاد سلطنتین حائل تھین۔

(۲) اس قدر دور دراز حملہ کیلئے بڑے سامان کی ضرورت تھی

امر اول کے متعلق صرف اس قدر عرض کرنا کافی ہے کہ عمالقہ وغیرہ خود عربی
النسل قومین تھین۔ مصر مین خود عرب کی سلطنت تھی، روم کے متعلق تو ابھی تک
آثار نہین دریافت ہوے لیکن ایران تو بارہا اہل عرب کے تصرف مین آچکا ہی
امر روم بھی بجاے خود ثابت ہی، مدائن صالح[1] مین جو آثار ملے ہین اُن سے
اہل عرب کی عظمت وشان اور تمدنی ترقی کی پوری تصدیق ہوتی ہی عربی فتوحات
مین مبالغہ کی آمیزش کا ہونا بہت ممکن ہے لیکن صرف احتمالات سی کسی روایت کا
تخلیہ نہین کیا جاسکتا۔ ابن خلدون نے ارم ذات العماد کی روایت بھی غلط بتائی ہی

[1] عربی جغرافیون مین مدائن صالح کو "حجر" کے نام سی تلاش کرو۔ یہان جو آثار دریافت ہوے ہین انپر
بخط مسند حمیری زبان کی عبارتین منقوش ہین۔ حمیری زبان عربی کا ایک لہجہ ہی جسکا رواج قبیلہ حمیر مین تھا

عرب میں مشہور تھا کہ شداد بن عاد نے احقاف میں ایک محل تعمیر کیا تھا جس کا رقبہ دس فرسنگ مربع تھا اسکی دیواروں پر سونا چڑھا تھا، ستونوں پر تمام یاقوت و زمرد جڑے ہوئے تھے اور زمین میں ہر جگہ بجائے کنکریوں کے جواہرات کے ٹکڑے پڑے تھے۔ یہ روایت خواہ کتنی ہی خلاف قیاس کیوں نہ ہو تاہم اگر شداد نے کوئی عمارت بنائی ہو جسکی دیواریں مرصع رہی ہوں اور جابجا جواہرات جڑے ہوں تو روایت مذکور واقعیت کی حد سے بالکل الگ نہیں ہو جاتی۔ قدیم یونانی مورخین ارض یمن کو جواہرات کی کان بتاتے ہیں اور بڑی تائید اس سے ہوتی ہے کہ عبیر بالو کے لٹریچر بھی اس واقعہ کے تذکرہ سے خالی نہیں، قبیلہ ارم کی آسودہ زندگی اور تمدنی ترقی کا اثر انہوں پر اس قدر اثر پڑا کہ انکی زبان میں لفظ "ارم" آسایش کے معنی میں استعمال ہونے لگا، موجودہ فارسی میں بھی "آرام من" یا "ارم بن" کہتے ہیں جو صاف "جنت ارم" کا ترجمہ ہے۔ قاموس عربی زبان کے لغت میں سب سے اچھی کتاب تھی، اس کے معنی دریا کے ہیں، لیکن اب محاورے میں قاموس کے معنی ہی لغت کے ہو گئے ہیں، لہذا اگر شداد کی بہشت فارسی و ہندی روزمرہ میں عیش باغ کا مفہوم اختیار کرلے تو اسمیں تعجب کی کیا بات ہے۔

متقدمین کی تمام روایتوں میں یہی احتمال ہے۔ ہومر کی الیڈ کے واقعات علما کی نظر میں پہلے بالکل مشکوک تھے لیکن جب علم الآثار نے تصدیق کر دی تو اب کوئی شبہ نہیں رہا۔ تورات نے اشور و بابل کی عظمت بیان کی ہے مگر تبابعہ (قوم تبع) کا ذکر تک نہیں، لیکن جب یہ تحقیق ہو جاتی ہے کہ تورات میں فقط انہیں اقوام کا تذکرہ ہے جن کو بنی اسرائیل کی تاریخ سے تعلق تھا تو یہ حیرت بالکل رفع ہو جاتی ہے

معہذا توراۃ کا بیان بھی پہلے مشتبہ تھا، جبتک آثار ظاہر نہین ہوئے تھے
اور عمارتون اور بتون اور خاصکر اُس مدفون کتب خانہ کے نشانات نہین
ملے تھے جسمین پتھر کی سلون پر صدہا کتابون کے ٹکڑے دستیاب ہوئے، اُسوقت
تک کس کو یقین تھا کہ خاک عراق مین بابل و اشور کی سلطنتین دفن ہونگی -
تھمیس سوم نے سنہ [illegible] قبل مسیح مین شام و عراق پر فوجکشی کی تھی، تاریخ مین
یہ واقعہ مذکور تھا لیکن اہل نظر کو اب علم الآثار سے ثبوت ملنے پر تشفی ہوئی -
مگر ارض یمن مین تبابعہ سے آگے دریافت کرنا باشندگان مریخ کے حالات دریافت
کرنے سے زیادہ مشکل ہے، آثار قدیمہ کی انجمنون نے بڑی کوشش کی لیکن یہ مہم
کسی طرح سر نہ ہو سکی، ابھی چند سال ہوئے ہین کہ کاونٹ لینڈبرگ کا علمی وفد
عدن تک گیا، آگے بدوون کے خوف سے جان معرض خطر مین تھی لہذا واپس
آیا اور عظمت عرب کے خزانے بدستور یمن کے زمین مین دفن ہین -

تاہم خاص عرب نہ سہی عرب کے باہر نکلکر جو عربی سلطنتین قائم تھین علمی دنیا
اب اُن سے بیخبر نہین ہے، آثار بتا رہے ہین کہ اہل عرب نے پہلے پہل اپنے وطن
سے دوآبہ دجلہ و فرات مین سکونت اختیار کی، یہان جو قومین آباد تھین، اُن کی
زبان حامی (حمیٹک) تھی لیکن وہ رفتہ رفتہ سامی زبان مین منتقل ہوگئین اور ایسا
ہونا ضروری تھا - انگریزی زبان کو دیکھو صاف نظر آتا ہے کہ دو زبانون سے ملکر
بنی ہے، ایک اینگلو سیکسن ہے اور ایک انگلش ہے، مگر رفتہ رفتہ اب دونون
ایک ہوگئین اور انگلش کہلانے لگین۔ اسی طرح فاتح سامیون کے اثر سے ارض
کالدہ (کالڈیہ) کے باشندون کی حامی زبان مین اگر سامیت آگئی تو اس

مین حیرت کی کیا بات ہی۔ کلدہ کی زبان تو عربی ہو ہی گئی جہان بالکل غیر زبانین مستعمل ہین، فیلالوجی کی حیثیت سی نظر کرو تو اُن مین بھی عربیت کے آثار واضح ہونگے سسلی، ہسپانیہ، پرتگال، کارتھیج اور مغربی افریقیہ کی زبانون مین یہ آثار زیادہ نمایان ہین اور اس امر کا ثبوت دے رہی ہین کہ ان ممالک مین کبھی نہ کبھی فاتحان عرب کا قبضہ ہو چکا ہے۔

عرب سی نکل کر جس قطعہ زمین مین یہ قوم آباد ہوئی وہ ایک مختصر خطہ تھا، طول مین ۱۶۰۰ اور عرض مین ۸۰۰ میل اُسکا رقبہ تھا، ابتداءً اسی قدر محدود رقبہ مین یہ زبان رائج تھی، مگر اس زبان مین نئے نئے اور عجیب وغریب خیالات واسرار کے واضح کرنے اور انسان کی روحانی حالت پر اثر ڈالنے کی بڑی قابلیت تھی یہی وجہ ہے کہ دُنیا کی عقلی و دماغی ترقی اور مذہبی عقائد مین اسی زبان کے بولنے والون نے بڑے بڑے انقلابات پیدا کیئے اور رفتار زمانہ کے بدل دینے مین ایک کافی حصہ لیا۔

لیکن ایک مختصر ملک ایسی اُلوالعزم قوم کی بلند ہمتی کے لیے کیونکر کافی ہو سکتا تھا، وہ آگے بڑھے اور جہان جہان موقع ملا حکومتین قائم کین۔ بطرا، تدمر، نبطیہ، عراق، کوش، ایران، مصر، اور سندھ مین اُن کی سلطنتین مشہور تھین اور علم الآثار سے بھی اِن کی تصدیق ہوتی ہے۔ شام و حیرہ مین عہد اسلام تک عرب کی حکومت تھی۔ ان مین سے بعض سلطنتون کے مختصر حالات جہان تک یورپ کی تحقیقات سی دریافت ہو سکے ہین ہم ذیل مین درج کرتے ہین

عمالقہ

عراق مین عرب کی سلطنت

عرب قدیم کا وہ طبقہ جس کی آبادیان شمالی حجاز سے جزیرہ نمائے طورسینا تک وسیع تھین عمالقہ کے نام سے مشہور ہے۔اس طبقہ مین متعدد قبائل شامل ہین۔ اور دُنیا کے مختلف حصّون مین اِسکی حکومتین قائم تھین۔عراق مین عمالقہ کی سلطنت کے واقعات دنیا کو ایک کلدانی کاہن سے معلوم ہوے۔اِس کاہن کا نام بیروسوس تھا۔اِس کا زمانہ سکندر مقدونی اور اُس کے جانشینون کا زمانہ ہے (یعنی چوتھی صدی قبل مسیح) اُس نے اپنے ملک کے حالات مین ایک کتاب لکھی تھی اور انطیوخیس بادشاہ کے نام سے اسکو معنون کیا تھا۔یہ کتاب اس وقت ناپید ہے مگر اُس کے مضامین ابولودوروس و بولیسنتور نے (یہ دونون پہلی صدی عیسوی مین گزرے ہین) نقل کئے ہین اور انھین سے اوسابیوس وسنسلوس نے یہ مطالب لئے ہین۔بیروسوس نے ابتدای آفرینش سے اپنے زمانہ تک کی تاریخ لکھی ہے۔اُس کے بیان کے مطابق عراق کی سلطنتون کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام سلطنت	تعداد سلاطین	مدت حکومت
(۱) طوفان نوح سے قبل کی سلطنتین	۱۰۰	۴ لاکھ ۳۲ ہزار سال
(۲) طوفان نوح سے بعد کی سلطنتین	۸۶	۳۴ ہزار ۸۰ سال
(۳) سلطنت مادی	۸	۲۲۴

(۴)	دوسری سلطنتین	×	×
(۵)	کلدانی سلطنت	۴۹	۴۵۸
(۶)	سلطنت عرب	۹	۲۴۵
(۷)	سلطنت اشور	۴۵	۵۲۶

محققین کی رای مین نمبر اول و دوم قطعاً خرافات پر مبنی ہین۔ نمبر ۳ سے ۷ تک صحیح ہونے مین البتہ کوئی کلام نہین ہوسکتا۔ اس کتاب سے اگرچہ یہ معلوم نہین ہوتا کہ عراق مین عربی سلطنت کی بنیاد کیونکر قایم ہوئی تاہم کوئی شک نہین کہ سرجون اول کے عہد سے بھی پہلے سامی اقوام کا عراق مین تسلط ہوچکا تھا۔ سرجون اول بادشاہ عراق خود بھی سامی تھا اُس کا زمانہ سنہ ۳۸۰۰ قبل مسیح ہے اُس نے اپنے فتوحات سامی زبان مین لکھے تھے اور یہی اُس کے سامی ہونے کی دلیل ہے۔

سلطنت حموابی

یا

بابل کی پہلی سلطنت

از سنہ ۲۴۶۰ ق م -- ۲۰۸۱ ق م

بابل ایک زمانہ مین مغربی ایشیا کا مقدس شہر اور [illegible] تھا کوئی ملک ہو جب تک سلاطین بابل وہان کے حکمران کو بعل نبو کا بیٹا تسلیم نہ کر لیتے وہ بادشاہ نہین ہوسکتا تھا۔ ان رقیمون سے ایک ایک بادشاہ اس سلطنت کی عظمت کی وجہ سے

ئے King 188, 283

یہ سارا خاندان اُسی کے نام سے مشہور ہے۔ چوبیسویں اور اکیسویں صدی کے مابین اس سلسلہ کے اسلاطین نے تین سو برس تک حکومت کی ہے جسکی تفصیل حسب ذیل ہے

نام بادشاہ	مدت سلطنت	سال جلوس	لغایت
سامو ابی	۳۱	۲۴۱۶	۲۳۸۵
سامو لیلو	۱۵	۲۳۸۵	۲۳۷۰
زابوم	۳۵	۲۲۷۰	۲۲۳۵
امیل سین	۱۸	۲۳۳۵	۲۳۱۷
سینمو لبیت	۳۰	۲۳۱۷	۲۲۸۷
حمورابی	۵۵	۲۲۸۷	۲۲۳۲
شمسو ایلونا	۳۵	۲۲۳۲	۲۱۹۷
ابیشوع	۲۵	۲۱۹۷	۲۱۷۲
عمی دیتانا	۲۵	۲۱۷۲	۲۱۴۷
عمی صادوقا	۳۴	۲۱۴۷	۲۱۱۳
شمسو دیتانا	۳۱	۲۱۱۳	۲۱۸۲
(جملہ)	۳۳۴		

یہ سلطنت اپنی قدیم ترین تمدن کی وجہ سے شہرۂ آفاق ہے۔ ارض سوس میں علمائے آثار کو سنہ ۱۹۰۱ء میں پتھر کی وہ سلیں زمین میں کھودتے ہوئے مل گئیں جن پر حمورابی کا قانون منقوش ہے اس قانون کے ۲۸۲ دفعات ہیں اور اب یورپ کی ہر ایک زبان میں اُسکا ترجمہ ہو گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قانون تورات اسی سے ماخوذ ہے۔ اس کے دیکھنے سے معلوم

ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے اعتبار سے اس سلطنت نے تمدن مین انتہائی ترقی کرلی تھی
تجارت کا خاص قانون تھا۔ نرخ بازار کی تعیین سلطنت سے متعلق تھی۔ پیشہ ورون کی
اجرتین بھی سلطنت نے محدود کر رکھی تھین۔ طبیب، کاریگر، مزدور، معمار، بڑھئی سب
کی اجرتین علحدہ علحدہ تھین۔ ہر شخص اپنے اپنے کامون کا ذمہ وار ہوتا تھا علاج مین غلطی سے
اگر کوئی مرجاتا تو طبیب کے ہات کاٹ ڈالے جاتے۔ معمار اگر مکان بنائے اور منہدم ہوجائے
تو اُس کو دوبارہ بنانا پڑتا۔ بڑھئی اگر کشتی خراب بناتا تو اُسے درست کرنا ہوتا وغیرہ وغیرہ
سلطنت کے انتظامی صیغے منظم تھے اور ڈاک کا اچھا انتظام تھا۔ زیبارا کے کھنڈرون
مین ایک مدرسہ کے آثار ملے ہین جہان لڑکون کو تعلیم دی جاتی تھی۔ یہ پہلا موقع ہے
کہ آج سے چار ہزار برس قبل کے تمدن مین ایک مدرسہ کا پتا لگا ہے۔ اینٹ اور پتھر کی
سلون پر لڑکون کے سبق، حساب، حروف تہجی، ضرب کی جدولین، لغت وغیرہ منقوش
ہین[1]۔ بہت سی کتابین، قبالے۔ عہدنامے، ریاضی کے مسائل، علم ہیأت کے زائچے
تاریخی مضامین، مذہبی دعائین۔ غرض ایک پورا کتبخانہ برامد ہوا ہے جس مین اسی قسم کی
سلون پر یہ ساری چیزین تحریر ہین۔ آجکل کیطرح اُس زمانہ مین بھی عورتین آزاد تھین
بہت سی عورتین اہل قلم کے پیشون مین شریک تھین اور سرکاری ملازمت کیا کرتی تھین[2]۔

سلطنت حموّابی کو عربی سلطنت کہنے کے وجوہ کیا ہین

(۱) کلدانی مورخ بروسوس نے جس عربی سلطنت کا تذکرہ کیا ہے اُس مین اور حموّابی
کی سلطنت مین بہت سی مشابہتین ملتی ہین

---

[1] Clay 166 [2] Clay 182

(۲) اس سلطنت کے جو آثار برآمد ہوئے ہین اس کی زبان عربی سے بہت ملتی جلتی ہے۔

(۳) رسوم و عادات و علم الاصنام دونون کے گویا ایک ہین۔ دیوتاؤن کے نام (ایل، بل، شمس، اشتار، سبین، سملان، نسر، یثع) بھی ایک ہی ہین۔

(۴) نظام اجتماع دونون کا ایک ہے۔

(۵) خاندان سلطنت کے نام وہی ہین جو اہل عرب کے ہوا کرتے تھے جدول ذیل ملاحظہ ہو

بابل کے نام	عرب کے نام	عرب کے کس قبیلہ مین ان نام کے لوگ گزرے ہین	
ابی یشوع	ابیثع	قبیلہ سبا	
عمی زادوقا (صادوقا)	عم صدق	″	
یرح ایلو	یرع ایل	″	
یشمسو	شمس	″	وصفا
عبد ایل	عبد ایل	″	″
عبدو	عبد	″	″
خلیلو	خلیل	″	″
بدیح	بدع	″	″
بدیحیت	بدعت	″	″
اخی ودایل	ودایل	″	″
عزبرو	عزرائیل	″	″
بملک ایلو	ملک ایل	″	″
نفسان	نفس	″	″

هوتا	بلال	عدنان	×
دریک	مدرکہ	"	×
نکارو	نکور	"	×
قرانو	قرین	"	×
صعصع	صعصعہ	"	

یہ جدول صاف بتا رہی ہے کہ خاندان حمورابی کے نام قبائل عرب کے ناموں سے نہایت مشابہ ہیں - اہل عرب ابی سام کہتے ہیں اور وہ سامو ابی - اہل عرب الشمس الہنا کہتے ہیں اور وہ شمسو ایلونا[1] لیکن اس خفیف فرق کو نظر انداز کر دینا چاہیئے - دلی و لکھنو سے نکلکر جب اردو کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ پنجاب کی الگ اردو ہے - بہار کی الگ، دکن کی جدا ہے اور مالوہ و راجپوتانہ کی اردو جدا ہے تو عرب ہمیں سے نکل کر بابل و عراق میں اگر عربی زبان میں کوئی تغیر آجائے تو اس میں حیرت کی کونسی بات ہے - ساتھ ہی یہ بھی ذہن نشین رہے کہ عربی سلطنت، کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسکی زبان بھی وہی ہے جو قرآن کی زبان ہے اور اس کے عادات و اطوار و رسوم و اوضاع بعینہ وہی ہیں جو قریش کے تھے - محمد شاہ کے عہد کا تمدن اور زبان جب آج نہیں رہی تو عمالقہ و قریش کے مابین تو ۲۷ صدیاں حائل ہیں -

ہر قوم کے خاص خاص نام ہوا کرتے ہیں اور نام ہی سے قومیت کا بھی اندازہ ہو جایا کرتا ہے - اگر کسی شخص کا نام تھیوفانیس یا قسطنطینیس ہو تو ہم سمجھ جائینگے کہ یہ شخص یونانی ہے - فرہیان، یا الیکجیان یا کرکور نام ہو تو معلوم ہو جائیگا کہ ارمنی ہے -

[1] کتاب پیدائش باب ۱۴ آیت ۱۰ - ۲۰

واٹسن یا جیکسن یا رابرٹسن نام ہو تو فوراً جان لینگے کہ انگریز ہے۔ وو سٹنفیلڈ یا شیلر یا بنیوفیلڈ کے سنتے ہی جرمن کا یقین ہوجائیگا۔ اور رابتیہ و باشت وقایا یا ان کے نام سے فرانسیسی ہونے میں کوئی شبہ نہ ہوسکیگا۔ اس صورت میں جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ عمالقہ بابل کو تمام محققین سامی الاصل مانتے ہین عمالقہ کے رسوم و زبان و نام وہی ہین جو عرب کے تھے اور ان خصوصیتون مین سامی قبایل کی کسی دوسری شاخ سے اُسکو مشابہت نہین ہے تو لامحالہ ہم کو ماننا پڑیگا کہ یہ خاندان عرب تھا۔

یہ وہی خاندان ہے جس کے ایک بادشاہ ملک صادق نے جس کا اصلی نام حمورابی تھا حضرت ابراہیم کو برکت دی تھی۔ حضرت ابراہیم جب فوجی معرکہ آرائی کے بعد کامیاب واپس آئے اور حمورابی کے حدود سے گزرے تو اُس کے تقدس کا خیال کرکے اُس سے برکت حاصل کی اور مال غنیمت کا دسواں حصہ بطور نذرانہ کے اس کی خدمت مین پیش کیا توراۃ مین ہے۔

"جب ابرام نے سنا کہ میرا بھائی گرفتار ہوا تو اُس نے اپنے سیکھے ہوئے تین سو اٹھارہ خانہ زادون کو لیکے وان تک اُنکا تعاقب کیا اور رات کو اُس نے آپ کو اور اپنے غلامون کو اُنکی مخالفت مین غول غول کرکے اُنھین مارا اور خوبہ تک جو دمشق کے بائین ہاتھ ہے اُنکا پیچھا کیا اور وہ سب مال اور اپنے بھائی لوط کو اُس کے مال سمیت اور عورتون اور لوگون کو بھی پھیر لایا۔

" اور جب وہ کدرلاعمر اور اُس کے ساتھ والے بادشاہون کو مار کر پھرا تو سدوم کا بادشاہ اُس کے ملنے کے لیے سوی کے نشیب تک جو بادشاہی نشیب ہے آیا۔ اور ملک صدق سالم کا بادشاہ روٹی اور مے نکال لایا۔ اور وہ خدا تعالی کا کاہن تھا اور اُس نے اس کو برکت دیکے کہا کہ خدا تعالی کیطرف سے جو آسمان اور زمین کا مالک ہے ابرام مبارک ہو۔ اور مبارک خدا

تعالی جس نے تیرے دشمنون کو تیرے ہاتھ مین حوالہ کیا۔ اور ابرام نے سب کا دسوان حصہ اس کو دیا۔" کتاب پیدائش باب ۱۴- آیت ۱۴-۲۰)

مصر مین عربی سلطنت

مصر مین تین فرقون کی سکونت تھی۔ ایک قبطی جنھین انگریزی مین "کوپٹس" کہتے ہین یہ فرقہ مصر الصعید (بالائی مصر) مین آباد تھا، دوسرے فرقہ کے کاسہ سر کی ہڈیون کے امتحان سے ثابت ہوا کہ یہ لوگ شکل و صورت مین فرنگیون کے مشابہ رہے ہون گے۔ تیسرا فرقہ اہل عرب کا تھا جو تاریخی زمانہ کے بہت پہلے سے یہان آباد تھا۔ مصر کا پہلا بادشاہ "منا" یا "منیس" تھا علوم و فنون مین اُس کو دستگاہ حاصل تھی، اُس نے برتن، شمع، پلنگ، چھریان اپنے ملک مین ایجاد کین۔ مصر کے دونون حصون کو سیراب کرنے کیلئے دریاے نیل مین پشتے بندھوا کر اُس کی دھار ملک کے رستے سے نکالی۔ بنی سویف مین ایک پل قائم کیا جس کے نشانات اب تک باقی ہین، اہل مصر اس پل کو "جسر قشیشہ" کہتے ہین، شہر موف بھی اُسی کی یادگار ہے، یہ شہر اُسی مقام پر تھا جہان آج قاہرہ کی آبادی ہے۔ شاہ منا عربی الاصل تھا اور قبیلہ "بنی صقر" سے اسکو تعلق تھا، اہل مصر اُسکو حور کہتے ہین جو لفظ صقر کا ترجمہ ہے، اسکا خاندان مصری تاریخ مین "حور شاسو" یعنی پیروان حور یا بنی صقر کے نام سے مشہور ہے۔ اُس زمانہ مین اہل مصر مین لوہے کا رواج نہ تھا، ذبح کرنے کے لیے چھریان بھی اُن مین رائج نہ تھین، اس ضرورت کو وہ پتھر سے رفع کیا کرتے تھے، مصر مین اسلحہ کا رواج اسی خاندان سے ہوا

اور اسی طاقت نے مصریون پر حکومت کرنے مین اُسکو مدد دی -

دوسرا شاہی خاندان "ہست" تھا ست مصری زبان مین کُتے کو کہتے ہین، اِس خاندان کی تمام یادگارون پر کتون کی تصویرین بنی ہین - تحقیق نے اس خاندان کو قبیلۂ "بنی کلب" کی یادگار بتایا ہے، یہ قبیلہ یمن سے مصر مین ہجرت کرکے آباد ہوا تھا - مصر کی قدیم زبان سے ہمکو واقفیت نہین، لہذا ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ رائین کس حد تک قابل تسلیم ہین - تاہم اِس مین کوئی شک نہین کہ ۲۷۷۸ سے ۲۹۹۸ قبل مسیح تک مصر مین جو قومین حکمران تھین وہ سامی الاصل اور عربی النسل تھین - سامی الاصل ہونیکا مسٹر ہیٹری کو بھی اعتراف ہے - ہان عربیت کے تذکرہ سے وہ خاموش ہین، لیکن بجاے خود یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تمام سامی قومون کا وطن اصلی عرب تھا -

شاہ امینیم ہت یا مینہ ہس کے عہد مین مصر پر ایک بدوی قوم نے حملہ کیا اور اُسکو فتح کر لیا، یہ قوم عرب کے رہنے والی تھی اور چرواہون یا گلہ بانون کے لقب سے مشہور تھی، اہل مصر اسکو "ہکسوس" کہتے تھے - ہک مصر کی قدیم زبان مین فرمانروا یا بادشاہ کو کہتے ہین - عربی مین "ہک" کے معنی شمشیر زنی کے ہین محاورہ مین تلوار چلانے کو ھک بالسیف کہتے ہین - اِس قوم نے شمشیر زنی کے جوہر سے مصر پر قبضہ حاصل کیا تھا اِس لیے نام و لقب مین بھی یہ صفت مضمر رہی سوس کا لفظ مصری زبان مین گلہ بان کے لیے استعمال ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ عربی لفظ "سائس" کی تحریف ہی، ہکسوس چرواہے بادشاہ، خود یہ قوم اپنی سلطنت کو "دولۃ الرعاۃ" کہتی تھی جسکے معنی وہی چرواہون کی سلطنت ہین - اس قوم کا

پہلا بادشاہ سلاطس تھا، اس نے شہر موف کو اپنا مسکن قرار دیا، مناسب مقامات پر فوجیں متعین کیں، مصر صعید اور نشیبی مصر سے خراج وصول کیا اور صوبہ صان کے شہر اوارس کو دار السلطنت قرار دیا۔

اس سلطنت کا سب سے مشہور بادشاہ ابی دل تھا، وہ مصریوں کے طرز معاشرت و رسم و رواج کا پابند تھا اور اسی وجہ سے اہل مصر کو اس کی سلطنت سے زیادہ شکایت نہ تھی۔ قوم کا خاص دیوتا "سطیخ" تھا یہیں سے مصر آکر انھوں نے تمام باشندوں کو اسکی پرستش پر مجبور کیا اور سارے ملک میں بت پرستی پھیلا دی۔ مصر میں یہ سلطنت ۵۲۴ برس قائم رہی، لیکن بعض مورخین اس کی مدت حکومت ۵۱۱ برس بتلاتے ہیں۔ مصری آزاد خیالوں کو غیر قوم کی ماتحتی ہمیشہ سے ناگوار تھی۔ مدتوں کی سازش کے بعد رعایا نے حکومت کے خلاف بغاوت کی، سلسلہ جنگ بہت دن تک قائم رہا کبھی ایک فریق غالب آجاتا اور کبھی دوسرا فریق۔ باغیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی انھوں نے قلعہ اوارس میں حکمران قوم کا محاصرہ کر لیا، کہا جاتا ہے کہ محاصرین چار لاکھ اسی ہزار تھے اور محصورین دو لاکھ چالیس ہزار، محاصرہ مدتوں جاری رہا۔ آخر محصورین نے تنگ آکر ملک بدر ہونا گوارا کیا مگر مطیع ہو کر رہنا گوارا نہ کیا، ان کی دو لاکھ کی جماعت مصر کو خیرباد کہکے ملک شام کو چلی گئی، اور وہیں جاکر آباد ہوگئی مشہور ہے کہ اسی قوم کے عہد میں عبرانیوں نے مصر کا رخ کیا تھا، حضرت یوسف علیہ السلام اسی سلطنت کے وزیر اعظم تھے، اور عزیز مصر اطفیر اسی خاندان کا امیر تھا، یہ خاندان اکثر اپنے وطن (عرب) میں شادی بیاہ کی تقریب پسند کرتا تھا، اطفیر کی شادی راعیل (زلیخا) سے ہوئی تھی جو شاہ یمن کی بیٹی تھی، اس شہرت

کے ثبوت مین ہم کو ابھی تک کوئی قطعی دلیل نہین ملی، پھر بھی ایسا ہونا خلاف قیاس نہین
جزیرہ نمای سینا قدیم ترین زمانے سے عرب کا مسکن ہے۔ اوسرتسن کے عہد
مین ابیشع پادشاہ عرب نے مصر پر چڑھائی کی اس کی قبر پر جو محلۂ بنی حسن (مصر)
مین ہے اِس کیفیت کی تصویر کھینچی ہوئی ہے کچھ روز کے بعد اوسرتسن ثالث نے
ارض فلسطین پر فوجکشی کرنی چاہی۔ سامی قبائل اِس جرأت سے جوش مین آگئے اور
مصریون کی مخالفت مین سب ایک ہوگئے۔ عمالقہ نے اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر مصر
پر حملہ کردیا اور کئی سو برس تک حکمران رہے۔ یہودی مورخ یوسیفوس نے یہ واقعات
اپنی تاریخ مین اسکندریہ کے خاص مورخ مانتون کی زبان سے ادا کیے ہین۔ مانتون
تیسری صدی قبل مسیح کے وسط مین گذرا ہے وہ اپنے ملک کی آزادی چھن جانے
اور اس قومی مصیبت کے نازل ہونے کی داستان کو ذیل کے الفاظ مین بیان کرتا ہے۔
"اتفاقاً ہمارے پادشاہ تیماوس کے زمانہ مین معبود ہم سے ناخوش ہوگیا۔ اس نے
ایک قوم کو اجازت دی جن کی اصلیت معلوم نہ تھی۔ یہ قوم مشرق سے آئی۔ اس نے
جنگ مین ہم کو مغلوب کرلیا۔ ہماری ملک پر قابض ہوگئی۔ ہمارے پادشاہون کو تباہ
کرڈالا۔ ہمارے شہر جلا ڈالے۔ دیوتاؤن کے ہیکل ڈھا دیے۔ آبادی غارت کرڈالی
مردون کو قتل کردیا۔ زن و بچہ کو لونڈی غلام بنالیا۔ اس قوم کا پہلا پادشاہ سلاطیس
تھا منفیس اُسکا دارالسلطنت تھا۔ مصر پر اس نے جزیہ باندھ دیا۔ رودنیل سے قوم اشور
کو روکنے کے لیئے استحکامات اور قلعون مین فوجین متعین کین۔ صوبہ صان مین
اسی غرض سے شہر اوارس تعمیر کیا اور برجون اور قلعون اور شہر پناہون سے اسکو
مستحکم بنایا۔ دو لاکھ ۴۰ ہزار کی تعداد مین محافظ فوج مرتب کی۔ سلاطیس گرمیون

کے موسم مین گیہون جمع کرنے۔ فوج کو تنخواہ دینے اور اُن کو جنگی قواعد کی مشق کرانے کیلئے اس شہر مین آیا کرتا تھا۔ اُسکی سلطنت کے ۱۳ برس بعد بیون نامے ایک بادشاہ اس کا جانشین ہوا۔ بیون نے ۴۴ برس حکومت کی اُس کے بعد ۳۶ برس سات مہینے ابوخناس کی حکومت رہی۔ پھر ۶۱ برس ابوفیس حکمران رہا۔ پچاس برس ایک مہینے تک بانیاس کی حکومت تھی۔ آخری بادشاہ اسیس تھا جسکی سلطنت ۴۹ برس دو مہینے رہی۔ یہ چھوون بادشاہ اس قوم کے ابتدائی سلاطین تھے۔ مصریون پر حملہ کرنے سے یہ باز نہین آتے تھے اس لیے کہ ان کی غرض یہ تھی کہ اہل مصر کو فنا کر دین اس قوم کا نام ہیکسوس تھا یعنی چرواہون کے بادشاہ (ملوک الرعاۃ) اس لفظ کی ترکیب ہیک اور سوس سے ہے ہیک مقدس زبان مین بادشاہ کو کہتے ہین اور سوس کے معنی چرواہے کے ہین لیکن بعض لوگ کہتے ہین کہ یہ قوم عرب تھی"

قوم پرست مورخ نے جس لہجہ مین اِس اجنبی سلطنت کا تذکرہ کیا ہے اور ضمناً جو الزامات اُن پر قایم کئے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصریون مین قومیت کا جوش اُس وقت تک فرو نہین ہوا تھا۔ یہ سلطنت اسکی راے مین ہکسوس کی سلطنت تھی مگر کچھ لوگ اس کو عربی سلطنت بھی کہتے تھے۔ بظاہر اِس بیان سے ہیکسوس اور عرب دو مختلف قومین معلوم ہوتی ہین لیکن موجودہ تحقیقات ان دونون کو ایک بتاتی ہے۔ خود اہل عرب کا بھی یہی دعوی ہے کہ مصر مین عرب بائدہ (عمالقہ) نے ایک زمانہ مین دھوم دھام سے سلطنت کی ہے۔ علامہ ابن خلدون فرماتے ہین :-

ان بعض ملوك القبط استنصر ملك العمالقة بالشام لعهده واسمه	ایک قبطی بادشاہ نے اپنے زمانہ کے بادشاہ عمالقہ سے جو شام مین فرمان روا تھا اور

الولید بن دومغ ویقال توران بن اراشة بن فادان بن عمرو بن عملاق غیاء معه وملك مصر واستعبد القبط ومن ثم ملك العمالیق مصر ویقال ان منهم فرعون موسیٰ وهو الولید بن مصعب وذكر آخرون ان الریان بن الولید یسمیه القبط نقراوش وان وزیره كان اطفیر وهو العزیز صاحب قصة یوسف عم	ولید بن دومغ یا بقول بعض ثوران بن اراشه بن فادان بن عمرو بن عملاق اس کا نام تھا مدد طلب کی۔ بادشاہ عمالقہ اس کی مدد کو آیا اور خود مصر کا مالک بن بیٹھا، قبطیوں کو اس نے غلام بنالیا عمالقہ کی سلطنت مصر میں اسی زمانہ سے قائم ہوئی۔ کہاجاتا ہے کہ حضرت موسیٰ کے زمانہ کا فرعون ریان بن مصعب اسی خاندان سے تھا بعض لوگ ریان بن ولید کو بتاتے ہیں قبطی اسکا نام نقراوش لیتے ہیں حضرت یوسفؑ کے قصہ کا عزیز اطفیر اسی بادشاہ کا وزیر تھا۔[۵۱]

نام میں مورخین کو اختلاف ہے اور اتنے قدیم زمانہ کی بات میں اختلاف کیوں کر نہوتا لیکن قوم میں کسی کو اختلاف نہیں۔ سب کا دعویٰ ہے کہ یہ عمالقہ کی سلطنت تھی[۵۲] جو عرب قدیم کے مشہور ترین قبائل کا نام ہے۔

زمانہ کے تغیرات نے مصر سے عمالقہ کے آثار بالکل نیست کر دیئے۔ مصریوں نے موقعہ ملنے پر اس قوم ہی کو نہیں مٹایا اس کی یادگاریں بھی مٹا ڈالیں۔ تاہم کوئی شک نہیں کہ مصر میں اکثر علوم و فنون کی بانی یہی قوم تھی۔ فن تعمیر خصوصیت کے ساتھ مصریوں نے اس قوم سے حاصل کیا ہے۔ مصر کا مشہور بت ابوالہول عمالقہ کی صناعی و جدت

۵۱ ابن خلدون۔ ج ۲ ص ۲۷۔

۵۲ طبری۔ ج ۱ ص ۱۷۲ و ۱۸۲ و ۴۰۴ (طبع مصر)۔

کا دنیا کو یقین دلانے کے لیے اب بھی موجود ہے۔ آثار قدیمہ مین دو نام اس سلطنت کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔ رعاکنن جو خاندان ابوبی مین تھا اور نوبتی یا نوب جس کے ساتھ ایک افسر ست الیہوتی کا نام بھی ملتا ہے۔ ممفیس کی زبان مین ابوبی کو انوفی پڑھتے ہین جو ابو فیبس کے قریب قریب ہے (ابو فیبس وہی پادشاہ ہے جس کا تذکرہ ملوک الرعاۃ کے ضمن مین مانیتون کر چکا ہے)۔

ہیکسوس کے عرب ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اجپٹیالوجی سے خود پتہ چلتا ہے کہ قدیم زمانہ مین قوم ہیکسوس مصر مین عرب سے آئی تھی۔ مصریون مین گھوڑے اور سواری کا رواج ہیکسوس ہی کے زمانہ سے شروع ہوا۔ مصر پر اہل عرب اس زمانہ مین اسی شہسواری کی بدولت غالب آئے تھے[1]

ایران مین عربی سلطنت

ایران مین کئی عربی سلطنتین قائم تھین جن مین ماویون اور خطیون کی سلطنت خاص طور پر مشہور ہے۔ ایرانی قوم خواہ کیسی ہی اولی باس شدید رہی ہو لیکن کوئی شک نہین کہ اہل عرب کا اثر اس پر غالب تھا۔ اوضاع و اطوار مین، طرز تحریر مین، زبان مین، سب مین عربیت کی جھلک نمایان تھی، پیشدادیون اور کیانیون کے زمانہ مین بھی سلاطین عرب کا ایران پر قبضہ کرنا ثابت ہے۔ جمشید کی قہار سلطنت کو جس نے خاک مین ملا دیا اور مدتون ایران پر فرمان روائی کی وہ ارض یمن کا بادشاہ ضحاک تھا[2] سو وابہ یمن ہی کی ملکہ تھی اور شاہ یمن ہی نے کیکاؤس کو قید کر رکھا

---

[1] طبری۔ ج ۱ ص ۹۸ (طبع مصر)

تھا جسکی رہائی کے لیے رستم کو سیستان سے آنا پڑا[1]- اہل عرب کیکاؤس کو قابوس کہتے ہین اُنکا دعویٰ ہے کہ پادشاہ یمن نے سات برس تک اُسکو قید رکھا تھا مشہور شاعر حسن بن ہانی کہتا ہے

وقلظ قابوس فی سلاسلنا سنین سبعًا وفت بحاسبہا[2]

یعنی قابوس ہماری قید خانہ کی زنجیرون مین ازروے حساب پورے سات برس تک قید رہا

قدیم ایرانی زبان مین یمن کا نام ہاماوران ہے جو لفظ حمیران کی تحریف ہی قبیلہ حمیر اُس زمانہ مین یمن کا شاہی خاندان تھا اور اسی مناسبت سے سارے ملک کو بلاد حمیران یا کشور ہاماوران کہتے تھے۔ الف و نون فارسی مین بھی جمع کی علامت ہی اور عربی مین بھی، ضیف کی جمع عربی مین ضیفان آتی ہے، غراب کی غربان، وادی کی ودیان، عرب کی عربان وغیرہ وغیرہ۔

گنگ وژ اور گنگ بہشت ایران کے نہایت مشہور شہر تھے، پہلا شہر استحکام و استواری مین بیمثل تھا اور دوسرا سامان دلچسپی مین۔ ایرانی مورخین کو اعتراف ہے کہ یہ دونون شہر ضحاک کے آباد کیئے ہوئے ہین۔ شائستگی اور آزادی کی تعلیم حاصل کرنیکے لیے اکثر ایرانی شہزادے طفولیت کی زندگی عرب مین بسر کرتے تھے، یہ طریقہ ساسانیون کے زمانہ تک جاری رہا۔ بہرام گور نے خاص عرب مین تعلیم پائی تھی، عربی زبان مین اوس کو خاص مہارت تھی۔ عوفی کا تذکرہ "لب اللباب" ڈاکٹر ایڈورڈ براؤن نے شائع کیا ہے اُس مین یہ تصریح موجود ہے کہ بہرام گور عربی

[1] طبری جلد ا صفحہ ۲۶۴-

[2] طبری ج ا ص ۲۶۵

زبان کا قادر الکلام شاعر تھا، اسکا عربی دیوان عوفی کے زمانہ تک موجود تھا اور عوفی نے خود اسکو دیکھا تھا۔

ایرانیون کو سب سے پہلے قبیلۂ طے سے سابقہ پڑا۔ اور ابتدا طائیون ہی نے حدود ایران مین عربی حکومت کی بنیاد ڈالی، اسی وجہ سے ایران مین اہل عرب کا نام ہی طائی یا تازی "پڑگیا۔ خالص عربون کو تازی کہتے تھے اور مولدین کو کاف تصغیر کے ساتھ "تازیک"، قدیم ایرانی خط بھی عربی خط مسند سے ملتا جلتا ہے اور عام آرین زبانون کے بالکل خلاف طریقہ کتابت داہنی جانب سے بائین کو ہے، زبان مین بکثرت الفاظ عربی مستعمل ہین جنکی ہیئت امتداد زمانہ سے تبدیل ہوگئی ہے اس قسم کے چند الفاظ درج ذیل ہین

لیل عربی مین رات کو کہتے ہین، قدیم فارسی زبان مین "لیلیا" استعمال کرتے ہین

تفاح عربی مین سیب کا نام ہے، فارسی قدیم مین "توپا" کہتے ہین

شکال۔ عربی مین گھوڑے کو کہتے ہین "شگال" فارسی مین گیدڑ کا نام ہے

کشح۔ عربی مین بغل کو کہتے ہین "فارسی مین "کش"، اس کے لیئے استعمال کرتے ہین

کوخ۔ عربی مین صیادون کی کمینگاہ کو کہتے ہین، کاخ فارسی مین گھر کو کہتے ہین، گھر کے معنی دونون جگہ ہین وہان خصوصیت رہی اور یہان عمومیت آگئی۔

صرد۔ عربی مین جاڑا کھانے کو کہتے ہین، فارسی مین خنکی کے لیئے "سرد" کہا کرتے ہین۔

بخ بخ - عربی، مرحبا کہنا، بخ بخ فارسی

بخبخہ - عربی مین خیر مقدم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ "بخبخو" فارسی مین گدگدی اور ہنسانے کو کہتے ہین ظاہر ہے کہ خیر مقدم کے الفاظ مین بھی آنیوالے کو خوش کرنا ہی مقصود ہوتا ہے۔

طوفان - عربی، توفان فارسی

حصر - عربی۔ منھ مین بات کا بند ہو کر رہجانا۔ ہسر (فارسی) جما ہوا پانی بستگی اور گرفتگی کے معنی دونون جگہ ہین صرف تعیین مین فرق آگیا ہے۔

جھفت (عربی) ابر تنک بے آب۔ جھفت (فارسی) تری کے بعد کچھ خشکی کا ہو جانا یہان ابر ہے وہان اُس کے لازمی معنی تری ہین، یہان بے آب ہے وہان خشکی ہے۔

نبی (عربی) پیغمبر خدا - نبی (فارسی) کلام خدا - یاد رکھو عربی مین بھی پیغمبر کے لیئے کلمۃ اللہ کا لفظ آتا ہے - فارسی مین ایک طرح کی خصوصیت پیدا ہو گئی ہے۔

نطس (عربی) نیک خو اور پاکیزہ ہونا۔ نتاس (فارسی) خوشحال آدمی ظاہر ہے کہ اہل مذاق خوشحالی و پاکیزگی کو لازم ملزوم جانتے ہین

جناح (عربی) گناہ (فارسی)

مرء (عربی) مرد (فارسی)

دغل (عربی) دگل (فارسی)

جبایہ (عربی) خراج وصول کرکے جمع کرنا - جبا (فارسی) خراج و مالگزاری

کز (عربی) مرونند و کج طبع - کژ (فارسی) کج بھی یہان بھی ہے اور وہان

بھی، یہان (یعنی عربی مین) خاص کج مزاجون کی یہ صفت ہی وہان اہل فارس
اس خصوصیت کو بھول گئے۔

نجس (عربی) وہ زمین جس مین بغیر مینھہ کے نباتات اُگتے ہون۔ نجس
(فارسی) وہ زمین جسپر مینھہ برسنے پر زراعت کرتے ہون

ربوخہ (عربی) وہ عورت جو لطف صحبت اُٹھانے مین طاق ہو، ربوخہ (فارسی)
مزہ و لطف صحبت۔

غدر (عربی) جنگ و جدال۔ محاورہ مین کہتے ہین فلان ثبت الغدر
یعنی جنگ و جدال مین ثابت قدم رہتا ہے فارسی مین "گدر" سلاح جنگ کو
کہتے ہین۔

سَوم (عربی) گران فروشی۔ سامہ (فارسی) قرض و وام

کعك (عربی) کاک (فارسی)

نبَهْرج (عربی) زر خالص۔ نبہار (فارسی) خالص اصل و نسل اور کھرا خاندان

طائی (عربی) تازی (فارسی)

حمایزت (عربی) اماوران (فارسی)

ان۔ عربی و فارسی دونون زبانون مین یہ لفظ علامت جمع ہی

بان (عربی) بام (فارسی)

بنی علی اھلہ۔ عربی مین یہ لفظ نکاح کے بعد زفاف کے لیے استعمال ہوتا ہی
اس محاورہ کی اصلیت یون ہے کہ بانی مکان کو کہتے ہین عرب مین دستور تھا کہ
میان بیوی کے لیے نکاح کے بعد الگ ایک نیا مکان تعمیر ہوتا تھا جہان رسم زفاف

ادا کی جاتی تھی، اسی وجہ سے شوہر کو "بان" یا "بانی" کہتے تھے۔ فارسی میں دلہن کو "بانو" کہتے ہیں، ممکن ہے یہاں بھی رسم کی جھلک ہو۔ عربی میں بان نئے شوہر کو کہتے ہیں اور فارسی میں محافظ کو اور یہ ظاہر ہے کہ بیوی کی محافظت بھی شوہر کا فرض ہے۔

ہندوستان میں عربی سلطنت

ہندوستان سے اکثر عرب کے تعلقات رہے ہیں، یہ ملک اہل عرب کو اتنا پیارا تھا کہ اسکے نام (ہند) کو انہوں نے عشق و عاشقی کا موضوع قرار دے رکھا تھا۔ وہ ہندوستان کے کسی خاص حصہ کی آبادی کو عربی النسل کہا کرتے تھے۔ فرقہ شعوبیہ جو عرب کا دشمن تھا اس نے اس دعوی کا مضحکہ اڑایا ہے۔ ایک شعوبی شاعر کہتا ہے۔

تقولون ان الهند اولاد خندف	وبينكم قربى وبين البرابر
تم کہتے ہو کہ ہندوستانی خندف کی (ایک عرب کا نام تھا) اولاد میں ہیں اور تم میں اور قوم بربر میں قرابت ہے	
وديلم من نسل ابن ضبة باسل	وبرجان من اولاد عمرو بن عامر
اور قوم دیلم بہادر ابن ضبہ کی نسل میں ہے	اور قوم برجان عمرو بن عامر کی اولاد میں ہے
بنو الاصفر الاملاك اكرم منكم	واولى بقربانا ملوك الاكاسر
سلاطین روم تم سے زیادہ شریف ہیں	اور ہماری قرابت کے لئے سلاطین ایران مستحق ہیں
اٰيمدح جهلا رهطكم وقبيلكم	وبيشتم لوماً طاهر ابن طاهر
کیا یہ مناسب ہے کہ نادانی سے تمہاری قوم کی مدح کیجائے	اور ہماری پاک نہاد قوم کو گالیاں دی جائیں

عرب اور شعوبیون کے جھگڑے کا فیصلہ کرنا ہمارا کام نہین ہم صرف یہ دکھانا چاہتے تھے کہ اہل عرب ہندوستان کی بعض اقوام کو اپنی نسل مین خیال کرتے تھے لیکن جبتک کہ علم الآثار سے وضاحت نہ ہوجائے ہم اس خیال کا کوئی قطعی ثبوت نہین دے سکینگے۔ ہان یہ جانتے ہین کہ غیر تاریخی زمانہ مین سندھ و گجرات مین عربی حکومتین موجود تھین۔ مسٹر الیٹ کی انگریزی تاریخ سندھ مین بھی اہل عرب کی سلطنت سندھ کا تذکرہ موجود ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ ہندوستان کی قدیم علمی زبان مین جو ٹھیٹ آرین زبان تھی عربی کے آثار موجود ہین۔ جب تک تہا درجہ کا اختلاط نہ ہو یہ کیفیت نہین پیدا ہوسکتی۔ عرب مین ہندوون کی سلطنت کا کوئی ثبوت نہین ملتا۔ البتہ ہندوستان کی قدیم سلطنت کے اہل عرب مدعی تھے۔ بطور نمونہ الفاظ ذیل ملاحظہ ہون۔

شتا (عربی) فصل سرما۔ شرنا (ہندی) سردی۔ ظاہر ہے کہ جاڑے سردی ہی کے لیئے مشہور ہین۔

ارم۔ عربی مین ایک معمول قبیلہ کا نام ہے۔ ہندی مین آرام ہمیشہ باغ کو کہتے ہین۔ اس قبیلہ کے مشہور باغ جنت ارم کا تذکرہ تم اوپر پڑھ چکے ہو۔

بین۔ عربی مین زمین کے اس قطعہ کو کہتے ہین جو حد نظر تک وسیع ہو ہندی مین ،، بن ،، جنگل کو کہتے ہین

سریر (عربی) ترانہ گاہ سر از گردن، پیشانی اور کف دست کی شکنین۔ شریر ہندی مین جسم کو کہتے ہین۔ یہان عمومیت آگئی اور وہان صرف بعض اعضاے جسم کے لیئے استعمال مخصوص رہا۔

ترش (عربی) خفت وسبکی ۔ ترشا ۔ ترشاوت کمار (ہندی) خواہش، ہوس، پیاس ظاہر ہے کہ یہ سب چیزیں بھی بسا اوقات سبکی کا باعث ہوتی ہیں ۔

کشر (عربی) مسکرانا جس میں دانت کی سفیدی ظاہر ہو۔ کشیر ۔ ہندی میں سفید دودھ کو کہتے ہیں ۔ دیکھو سفیدی کا شائبہ یہاں بھی موجود ہے اور وہاں بھی ۔

الوقہ (عربی) کھانا جو مسکہ سے طیار ہو ۔ اجیو (ہندی) مطلق طعام ۔

دُرّاج (عربی) تُرّاج (ہندی)

دینار (عربی) دینار (ہندی)

شک (عربی) شک و شنک (ہندی)

ندا (عربی) پکارنا ۔ ناد (ہندی) آواز

بدن (عربی) جسم ۔ بدن (ہندی) سر وچہرہ

صبح (عربی) شوہ (ہندی)

قبر (عربی) سوبھر (ہندی)

دوا (عربی) دُوا (ہندی)

ایسی مثالیں بہت سی پیش کی جا سکتی ہیں لیکن بخوف تطویل ہم قلم انداز کرتے ہیں[1] ہندوستان میں یہ آواز بالکل نئی ہے اس لیے لوگوں کو حیرت ہوگی ۔ مگر ہماری غرض صرف تحقیق ہے ۔ علم اللسان یا آثار وغیرہ سے اگر کوئی نئی بات معلوم ہو تو ہم اسکے تسلیم کرنے کے لیے سب سے پہلے آمادہ ہیں ۔

[1] یاد رکھنا چاہیے کہ ہم نے انھیں الفاظ کے نمونے پیش کیے ہیں جو خالص عربی ہیں یا قبل اسلام یعنی عہد جاہلیت کے روز مرہ میں بھی زبانزد تھے ۔ ایسے الفاظ سے ہم کو بحث نہیں جو غیر زبانوں سے معرب ہوئے ہیں ۔

عاد کی سلطنت

اور

ارم ذات العماد کا واقعہ

عرب قدیم کی سب سے مشہور و معروف قوم "عاد" اصل مین قبیلۂ ارم کی ایک شاخ تھی اور اسی بنا پر عاد ارم بھی اُس کو کہتے ہین۔ قرآن نے سورۃ الفجر مین نہایت مختصر الفاظ مین اُسکا تذکرہ کیا ہے :

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ، اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ، الَّتِیْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ،

کیا تو نے نہین دیکھا کہ تیرے پروردگار نے عاد ارم کے ساتھ جو ایسی عمارتون والی قوم تھی کہ دنیا مین ویسی عمارتین کہین پیدا نہین ہوئین کیا کیا۔ (لغت مین عماد کے معنی عمارتون کے ہین)

مفسّرین کو اس آیت سے شبہ ہوا اور وہ یہ سمجھے کہ "ذات العماد" لفظ "ارم" کی صفت ہے اور ارم کسی مقام یا مکان کا نام تھا جو باختلاف اقوال شداد بن عاد سے منسوب ہے۔ یہ عمارت آسمانی بہشت کے مقابلہ میں اُس نے بنائی تھی۔ عمارت کیا ایک عظیم الشان شہر تھا جس کے مکانات چاندی سونے کے بنے تھے۔ اور رنگ برنگ کے بیش قیمت جواہرات سے مرصّع تھے، جا بجا نہرین جاری تھین جن کے دونون کنارون پر سونے کا گچ تھا اور سنگ ریزون کی جگہ لعل و یاقوت اُن مین پڑے تھے۔ نہر کے کنارے سونے چاندی کے مصنوعی درخت نصب تھے جن مین جواہرات کے پھل لگے ہوئے تھے ۱۲ فرسنگ

کے رقبہ مین یہ شہر واقع تھا اور تین لاکھ قصر و ایوان (یا کمرے) اسمین بنے ہوئے تھے۔ شہر بھر کی تمام عمارتین طول و عرض مین برابر تھین اور سب کا ارتفاع تین سو ہات تھا پانسو برس مین یہ شہر آباد ہوا تھا۔[1]

ان واقعات مین خواہ کتنے ہی خلاف عقل مبالغہ کی رنگ آمیزیان کی گئی ہون تاہم اغراق و غلو سے قطع نظر کرکے اگر دیکھا جائے تو کم از کم اتنی بات ماننا ہوگی کہ قوم عاد نے جو عرب کی نہایت دولت مند و متمدن قوم تھی اور جس کا فن تعمیر مین خاص طور پر شہرہ تھا، ایک ایسا شہر یا عمارت تعمیر کی تھی جو عرب بھر مین بے نظیر مانی جاتی تھی۔

مورخین کو اتفاق ہے کہ عرب بائدہ کے تمام قبائل کا مورث ارم تھا۔ عاد و ثمود دونون ارم ہی کے نسل سے تھے۔ تاریخ مین اسی بنا پر ان دونون کو عاد ارم و ثمود ارم لکھتے ہین۔[2] حمزہ اصفہانی کی تحقیقات کا نتیجہ بھی اسی حد تک پہونچتا ہے اور اسکی رائے مین بھی عرب کے تمام پرانے تباہ شدہ خاندانون کا مورث ارم تھا جو اسی مناسبت سے ارمان کے نام سے مشہور ہین۔[3] یونانیون کے بیان سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔ یونانی تاریخون مین عرب کے جن قبائل کا تذکرہ ہے اُن مین یمن کے ایک قبیلہ کا نام وہ اپنی زبان مین adramitai لکھتے ہین۔ اس قبیلہ کی نسبت اُن کا خیال ہے کہ ولادت مسیح (علیہ السلام) کے زمانہ مین یمن کا یہ ایک نہایت شایستہ و مہذب و متمدن قبیلہ تھا۔ بظاہر خیال آتا ہے کہ اس لفظ سے یونانیون کی مراد حضرموت ہوگی

[1] مفصل واقعات کے لیے ملاحظہ ہو جغرافیہ یاقوت حموی ج ۱ ص ۲۱۳۔

[2] ابن خلدون ج ۲ ص ۱۷۔

[3] تاریخ سنی الملوک لحمزۃ الاصفہانی (طبع لیپزگ ۱۸۴۸ء) ص ۱۲۲ و ۱۲۸۔

مگر حضرموت کو یونانی مین Xadramotitai کے شکل مین لکھتے
ہین اور اس کا رسم الخط قدیم لاطینی مین Chatrumotitai ہے۔
مورخین یونان حسب موقع و محل جغرافیہ و تاریخ کی پرانی کتابون مین ان دونون لفظون
کو ایک ساتھ استعمال کرتے ہین جو اس بات کی دلیل ہے کہ اگر ایک ہی قبیلہ مقصود ہوتا
تو ایک ساتھ دو نام نہ لیے جاتے۔ ناچار ماننا پڑتا ہے کہ Adramitai سے
"العارامیون" یا "عادیون" مراد ہے۔

اہل عرب نے عظمت و جبروت کے بڑے بڑے افسانے قوم عاد سے منسوب کر رکھے ہین
دنیا کے اکثر ممالک کا فاتح اور تمام اہل دنیا کے مال و دولت کا وارث انھین سمجھ رکھا ہے
اصل واقعات پر تو ظلمات بعضہا فوق بعض والی تاریکی چھائی ہوئی ہے لیکن یہ امر بہر
صورت مسلم ہے کہ اس عربی قوم نے ایک زمانہ مین اپنے تمول کے زعم مین خدا کو فراموش
کر رکھا تھا۔ حضرت ہود علیہ السلام اسی قوم کے پیغمبر تھے مگر بدبختی سوار تھی انکی ہدایت پر
کاربند نہ ہوئے اور آخر سب کے سب تباہ ہو گئے[له] سورۃ الاعراف مین ہے۔

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا، قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ، أَفَلَا تَتَّقُونَ، قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ، قَالَ يَا قَوْمِ

قوم عاد مین ہم نے انھین کے بھائی ہود کو پیغمبر بنا کر بھیجا
ہود نے ان سے کہا کہ لوگو! خدا کی پرستش کرو اس کے سوا
اور کوئی معبود نہین ہے کیا تم ڈرتے نہین، اس قوم کے
لوگون نے کہا کہ ہماری رائے مین تو بیوقوفی مین مبتلا ہے اور
ہم تجھے جھوٹا گمان کرتے ہین، ہود نے کہا اے قوم

له قوم عاد کے افسانون اور کہانیون کی شرح و بسط کیلیے طبری ج ا ص ۱۱۰-۱۱۵- و ابن خلدون ج ۲ ص ۲
و جغرافیہ یاقوت حموی ج ا ص ۲۱۲ و ابوالفدا ج ا ص ۱۰۳ ملاحظہ ہو افسوس کہ ان کہانیون کی تنقیح سے ہم معذور ہین

لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّي رَسُولٌ مِّنْ
رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ، أُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ
رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِيْنٌ، أَوَعَجِبْتُمْ
أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ
مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ
خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَّزَادَكُمْ
فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً، فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللّٰهِ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ، قَالُوا أَجِئْتَنَا
لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ
آبَاؤُنَا، فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ، قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ
مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ أَتُجَادِلُونَنِي
فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ
مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَانْتَظِرُوا
إِنِّي مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ، فَأَنْجَيْنٰهُ
وَالَّذِيْنَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا
دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوا بِآيٰتِنَا وَمَا كَانُوا
مُؤْمِنِيْنَ،

مجھ مین بے وقوفی نہین ہے بلکہ مین تو پروردگار عالم
کا ایک پیغامبر ہون، اپنے پروردگار کے پیامون
کو تمھارے پاس پہونچاتا ہون اور مین تمھارے
لیے ناصح مخلص و معتمد ہون کیا تمھین اس بات کا
تعجب ہے کہ تمکو خدا کا پیغام ایک ایسے شخص کے ذریعہ
ملا ہے جو تمھاری ہی قوم سے ہے اور تمھین ڈرانے
آیا ہے۔ یاد کرو جبکہ خدا نے تمھین قوم نوح کے بعد قائم مقام
بنایا اور تمھاری خلقت مین کشادگی بڑھادی۔
خدا کی نعمتون کو یاد کرو شاید تمھین فلاح ہو، لوگون
نے کہا کیا تو ہمارے پاس یہی لیکر آیا ہے کہ تنہا ہم ایک
خدا کی پرستش کرین اور ہمارے بزرگ جو کچھ پوجتے تھے
سب چھوڑ دین؟ لے آ جس بات کی وعید ہمین
سنا رہا ہے اگر تو سچا ہے۔ ہود نے جواب دیا کہ
تمھارے پروردگار کا غضب و عذاب تم پر نازل
ہو چکا ہے کیا تم ایسے نامون کے لیے جھگڑتے ہو جو خود
تم نے اور تمھارے بزرگون نے رکھ چھوڑے ہین خدا نے
ان کے بارے مین کوئی دلیل نہین اتاری ہے اب عذاب الٰہی کا
انتظار کرو مین بھی تمھارے ساتھ انتظار کرتا ہون آخر ہمنے ہود
اور اسکے ساتھیون کو اپنے رحم و کرم سے نجات دی اور ان
لوگون کی ذیل منقطع کر دی جو ہماری نشانیون کو جھٹلاتے تھے

ایک دوسرے مقام پر وہ نظارہ پیش نظر ہے جبکہ حضرت ہود اس سرکش قوم کو نصیحت کر رہے ہیں اور عبرت دلا رہے ہیں کہ:-

أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ۝ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ۝ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ۝ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ۝ وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

کیا بناتے ہو تم ہر مقام میں ایک نشانی بوالفضولی کے لیے اور کارخانے بناتے ہو کہ شاید ہمیشہ زندہ رہو اور جب زور دکھاتے ہو تو جبار بن جاتے ہو خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ڈرو اس سے جس نے تمہاری مدد کی ہے اس چیز سے جو تم جانتے ہو مدد کی ہے چوپایوں سے اور اولاد سے اور باغوں سے اور چشموں سے میں ایک بڑے دن (روز قیامت) کے عذاب سے تمہارے لیے ڈر رہا ہوں -

ان آیات سے قوم عاد کی مادی عظمت سرکشی کی صحیح تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے اور اندازہ ہو سکتا ہے کہ جس قوم کی عمارتیں ایسی ہوں کہ ملک بھر میں انکی نظیر نہ ہو، قوم نوح کی شان شوکت انھیں وراثت میں ملی ہو اور جسمانی توانائی میں اپنے پیشروؤں سے بھی بڑھے ہوں، انکی سلطنت و حکومت کیسی ہو گی۔ آثار قدیمہ کے محققین نے گو ابھی تک اس قوم کی کسی یادگار کے انکشاف میں کامیابی نہیں حاصل کی ہے تاہم علمائے عرب کے بیان کو اگر صحیح تسلیم کیا جائے تو چھٹی صدی ہجری تک اس سلطنت کے آثار کا پتہ ملتا ہے۔ علامہ یاقوت حموی معجم البلدان میں لکھتے ہیں:-

جبل ارم جبل عند اجا احد جبلی طئ فيه املس الاعلی سهل ترعاه الابل والحمير كثير الكلاء وفي ذروته مساكن لعاد وارم

جبل ارم کوہ آجا کے پاس (جو بنی طے کے دونوں پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کا نام ہے) ایک پہاڑی ہے جسکا بالائی حصہ نہایت نرم اور چکنا ہے اس پہاڑی پر چراگاہ ہے جسمیں اونٹ اور گدھے چرا کرتے ہیں گھاس اور چارہ

فیہ صور منحوتۃ فی الصخر[1]

بہت سی چوٹی پر عاد ارم کے مکانات ہیں جنمیں پتھر کے اندر کھدی ہوئی تصویرین بنی ہیں[1]

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

والصیر جبل باجاف دیار طی ؏ کھوف شبہ البیوت[2]

اجاء کے قریب بنی طے کے مضافات مین صیر نامے ایک پہاڑ ہے جس مین گھر کے ایسے غار بنے ہیں

ممکن ہے کہ جش کے نقوش اور صیر کے غارون مین کچھ مشابہت ہو جیسے رائل جغرافیکل سوسائیٹی لندن کا علمی وفد جو عرب کے آثار قدیمہ کی تحقیقات کو روانہ ہوا ہے دریافت کرلے اور جس طرح حوران والعلاء و مدائن صالح کے حالات معلوم ہوئے ہین یہ واقعات بھی روشنی مین آجائین۔

ثمود

قرآن مین ثمود کا تذکرہ قوم عاد کے ساتھ ساتھ ہے اس لیے کہ دونون واقعے یکسان عبرت خیز ہین۔ عاد کے تذکرے کے بعد ثمود پر عطف ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :۔

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً ۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ

قوم ثمود مین ہمنے انھین کے بھائی صالح کو پیغمبر بناکر بھیجا صالح نے کہا اے لوگو خدا کی عبادت کرو اس کے علاوہ کوئی معبود نہین ہے تمھارے پروردگار کی واضح نشانی تمھارے پاس آچکی ہے یہ خدا کی اونٹنی تمھارے لیے نشانی ہے خدا کی زمین مین اسے کھانے (چرنے) دو اور تکلیف دو ورنہ دردناک عذاب مین پکڑے جاؤگے، اس مہربانی کو یاد کرو کہ خدا نے تمھین قوم عاد کا جانشین بنایا اور زمین مین جگہ دی جس پر

[1] معجم البلدان حرف جیم۔ مادہ جش۔

[2] معجم البلدان حرف صاد مادہ صیر۔

تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ
الْجِبَالَ بُيُوْتًا، فَاذْكُرُوْا اٰلَاءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا
فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ، قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ
اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا
لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ
مِّنْ رَّبِّهٖ، قَالُوْا اِنَّا بِمَا اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ
قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا اِنَّا بِالَّذِيْ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ
فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ
ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ فَاَخَذَتْهُمُ
الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ،

مکانات بناتے ہو اور پہاڑون سے گھر تراشتے ہو خدا کی
نعمتون کو یاد کرو اور دنیا مین فساد نہ برپا کرو۔ قوم کے سرکشون
کی جماعت نے کمزور فریق سے جو ایمان لا چکا تھا کہا کہ آیا تم جانتے ہو
کہ صالح خدا کا پیغامبر ہے لوگون نے جواب دیا کہ وہ جو کچھ پیغام
لیکر آیا ہے ہمارا تو اس پر ایمان ہے، سرکشون نے کہا کہ تم جس
بات پر ایمان لائے ہو اس کے منکر ہین آخر اونٹنی کی کونچین
کو کاٹ ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے گردن کشی کی اور
کہا کہ لے آ اُس عذاب کو جس کی تو دھمکی دے رہا تھا اگر تو
پیغمبرون سے ہے نتیجہ یہ ہوا کہ زلزلہ نے انکو گرفتار کر لیا اور
اپنے گھر مین ہی تباہ ہو کر رہ گئے

مفسرین نے ان آیات کی تفسیر مین بہت سی جزئیات بڑھائی ہین جن کی نہ تو ابھی تحقیقات ہو سکی اور نہ تاریخ انکی تصدیق کی ذمہ دار ہے۔ گو اب سے کچھ روز پیشتر محققین کو اس قوم کے واقعات مین بہت سے شبہات تھے مگر موجودہ انکشافات قرآن کے بیان سے حرف بحرف مؤید ہین اس قوم کی دار السلطنت ارض حجر مین واقع تھی جہان آجکل مدائن صالح آباد ہے اور جو دمشق سے مدینہ مبارکہ کو آتے ہوئے حجاز ریلوے کا ایک مشہور اسٹیشن ہے۔ سرجون بادشاہ اشور کے مقبوضات مین ثمود کا نام بھی ملتا ہے۔ یہ بادشاہ ۷۱۵ قبل مسیح مین یہان قابض ہوا تھا۔ یونانیون نے بھی قوم ثمود کا تذکرہ کیا ہے وہ انھین ثمودینی Thamudeni لکھتے مین، حجر کو Agra حجر کے قریب مقام "فج الناقہ" کو بطلیموس نے Bandanata لکھا ہے جس سے اس امر کا پورا ثبوت ملتا ہے کہ اونٹنی کی روایت کوئی خیالی افسانہ نہین ہے بلکہ واقعہ حال ہے۔

عرب قدیم کا تمدن

اصنام العرب عرب میں ایام جاہلیت بُت پرستی کے لیے مشہور ہے، تمام قبائل میں بتوں کی پرستش کا رواج تھا، اور ہر قبیلہ کے لیے جدا جدا بُت تھے پوجاریوں کے گروہ کی بڑی عزت تھی، بڑی دھوم دھام سے قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں اور وہ سر جو خدا کے آگے نہیں جھکتا تھا، بتوں کے پاؤں ہی لگا رہتا تھا۔ بتوں کی عبادت کا طریقہ قبائل میں مختلف تھا اور اس اختلاف کی بنا پر بارہا جنگ و جدال تک نوبت پہونچی اہل عرب خشک مزاج تھے اور بتوں کی اس قدر عظمت کرنے پر بھی کبھی کبھی طبعی زندہ دلی اُن کی مذہبی پارسائی پر غالب آجاتی تھی، ایک قبیلہ کا بُت حیس[1] کا تھا جب کوئی تقریب پیش آتی حیس کی مقدار اس بُت میں بڑھا دی جاتی تھی، کھجوروں کا اچھا خاصہ ایک مجسمہ تھا اور اہل قبیلہ کی فیاضی سے ہمیشہ اُس کے جسم کی فربہی ترقی پر تھی۔ ایک بار سخت قحط پڑا، ملک میں وسائل خوش باشی کی یوں ہی کمی تھی، اب جان پر بن گئی، بزرگان قوم نے اپنے معبودوں سے حاجت براری کے لیے منتیں مانیں، قربانیاں چڑھائیں جب کسی طرح کشود کار نہ ہوا تو حصول برکت کے لیے معبود اعظم (بت) پر دست درازی کی اور تبرک سمجھ کر نوش کر گئے۔

با ایں ہمہ اہل تحقیق کی رائے میں عہد رسالت کے دو سو یا تا حد از زائد تین سو بتوں

---

[1] کھجوروں کی گٹھلی نکال کر پھینک دیتے تھے اور دودھ یا گھی ملا کر کھاتے تھے۔ اس غذا کا نام "حیس" تھا۔

قبل عرب میں بت پرستی کا رواج نہ تھا اور نہ بت پرستی کے قواعد و رسوم اُن کے طرز معاشرت میں داخل تھے۔ عرب کے مشہور بت اساف و نائلہ و ہبل و ود و سواع و یغوث و یعوق و نسر تھے مگر یہ بھی ہمسایہ ممالک سے عرب میں آئے تھے، خاص عرب میں پہلے ان کی پرستش کا رواج نہ تھا، اللہ تعالیٰ نے سورۂ نوح میں خبر دی ہے

قَالَ نُوحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ اِلَّا خَسَارًا وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا، وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا، وَقَدْ اَضَلُّوا كَثِيرًا ؕ

نوح نے کہا یا اللہ ان لوگوں نے میرا کہا نہ مانا اور ایسے کا کہنا مانا جس کو اُسکے مال و اولاد نے اور زیادہ خسارہ ہوا، یہ بڑی بڑی تدبیریں کر رہے ہیں، اور کہتے ہیں کہ (اے لوگو) اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور ود و سواع و یغوث و یعوق و نسر کو ترک نہ کرنا یہ بہتوں کو بہکا چکے ہیں۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ ود و سواع وغیرہ حضرت نوح کی امت کے قومی بت تھے اہل عرب کی قومی روایتیں بھی اس کی مؤید ہیں زمخشری نے لکھا ہے:

قد انتقلت هذه الاصنام عن قوم نوح الى العرب فكان ود لكلب وسواع لهمدان ويغوث لمذحج ويعوق لمراد ونسر لحمير ولذلك سميت العرب بعبد ود وعبد يغوث [۱]

یہ بت قوم نوح سے عرب میں آئے تھے ود قبیلہ بنی کلب کا بت تھا، سواع بنی ہمدان کا، یغوث مذحج کا، یعوق مراد کا، نسر حمیر کا، اور اسی وجہ سے اہل عرب عبد ود و عبد یغوث نام رکھا کرتے تھے۔

[۱] کشاف۔ ج ۲ ص ۳۲۵ و تفسیر کبیر ج ۸ ص ۳۱۰۔

[۲] عام اتفاق ہے کہ ستر سال جدید بت لائی گئی تھی۔ دراصل بت پرستی عرب میں تھی۔ ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۲ ص ۹۶

اِس تصریح پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ طوفان نوح نے جب ساری دُنیا کی ہیأت بدل دی اور روئے زمین سے شرک و بُت پرستی مٹا دی تو مشرکین کے یہ بُت کیونکر باقی رہے اور کس طرح عرب مین پہونچے۔ پہلے پہل یہ شبہ امام رازی کو گزرا تھا لیکن جب آثار قدیمہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ سامی قومین بزرگون کی یادگارون کو تازہ رکھا کرتی تھین اور کوئی جدید کام بھی کرتین تو اسلاف کے نام سے منسوب کرتی تھین۔ تو بہت ممکن ہے کہ حضرت نوح کے بعد جب کبھی شرک کا رواج ہوا ہو تو اخلاف نے بتون کے وہی نام رکھے ہون جو حضرت نوح کے عہد مین اُن کے اسلاف نے رکھے تھے۔

انساب العرب القدماء کا مسیحی مولف لکھتا ہے[1] کہ اہل عرب اور تمام سامی قومین فطرۃً موحد تھین بت پرستی کا رواج اِن مین بعد کو ہوا۔ خاص عرب کے متعلق کافی تحقیقات ہو چکی ہے کہ ان کے تمام مذہبی عبادتون سے توحید مترشح تھی وہ ایام جاہلیت مین عراق کی قوم اشور اور ابی سینیا کے حبشیون سے گھرے ہوئے تھے۔

اور یہ سب قومین اُس زمانہ مین بُت پرست ہو چکی تھین ہندوستان سے بھی اُن کے تجارتی تعلقات تھے۔ جاہلیت کی آخری صدیون مین عرب کا قدیم تمدن مٹ چکا تھا اب دوسری قومون کی نظر فریب نمایشون سے وہ متاثر ہونے لگے تھے جس ملک مین تجارتی اغراض سے جاتے اور وہان کسی بُت کی عظیم الشان معبودیت کا تذکرہ سُنتے تو اگر ممکن ہوتا تو اُسی کو اُٹھا لاتے ورنہ واپس آنے پر ویسا ہی بُت بنا لیتے۔

مروجین بُت پرستی کے طبقے مین زیادہ مشہور عمرو بن لحی تھا جس نے مکۂ مبارکہ مین بُت لا کر نصب کیئے وہ دراصل ایک کاہن تھا، مکۂ مبارکہ پر جب اُس کا

[1] انساب العرب القدماء ص ۳۹ - ۴۱

قبضہ ہوا تو قوم جرہم کو اس نے شہر بدر کر کے کعبۂ شریفہ کی خدمت اپنے ذمہ لے لی اور ملک غیر سے بت لاکر جمع کیے۔ بلقا سے ہبل و اساف و نائلہ[۵۱] اور ساحل جدہ سے ود و سواع و یغوث و یعوق و نسر کو منگوایا[۵۲] اور اپنے ذاتی اثر سے کام لے کر مشہور قبائل عرب کو انکی پرستش پر آمادہ کیا۔

ان بتوں میں سب سے زیادہ عظمت و شان ہبل کی تھی، اسکو صنم اکبر کہتے تھے اس کی ہیئت ایک تنومند فربہ آدمی کی سی تھی، تانبے یا شیشے کا بنا ہوا تھا، بڑی بڑی قربانیاں اس پر چڑھائی جاتی تھیں اور بغیر اس کی اجازت کے کسی اہم کام کی ابتدا نہیں کی جاتی تھی، باایں ہمہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ بت دراصل فینیقیہ یا اہل کنعان کا معبود تھا، اور وہاں سے عرب میں آیا تھا، اس قیاس کی تین وجہیں ہیں۔

(اولًا) روایات عرب خود شہادت دے رہے ہیں کہ ارض بلقا سے اس بت کو عمرو بن لحی عرب میں لایا تھا۔

(ثانیًا) عرب میں جتنی چیزیں تھیں سب کے لیے انکی وسیع زبان میں الفاظ موجود تھے اور وہ الفاظ خاص انھیں کی زبان سے مشتق تھے، لفظ ہبل کسی عربی مادہ سے مشتق نہیں ہے بلکہ یہ ایک عبرانی یا فینیقی لفظ ہے جس کی اصل «ہبعل» تھی یہ بت فینیقیوں کا سب سے بڑا بت تھا اور کنعان و مواب و مدین و بابل و لیبی وغیرہ کی تمام قومیں اس کو پوجتی تھیں اہل فینیقیہ کے یوں تو بیسیوں معبود تھے مگر دو بت خاص طور پر ممتاز تھے ایک ہبعل جسکو نر مانتے تھے دوسرا عشتروت جسکو مادہ سمجھتے تھی، بعل ان کی زبان میں معبود

۵۱ ابن ہشام ج ۱ ص ۲۷ - و مسعودی - ج ۵ ص ۵ (برحاشیہ ابن اثیر - ذکر البیوت المعظمہ)

۵۲ معجم البلدان یاقوت حموی - ج ۴ ص ۹۱۴ -

دسرداراعظم کے لیے استعمال ہوتا ہے اور "ہ" حرف تعریف ہے جیسا کہ عربی میں "ال"
حرف تعریف ہے، لہذا ہبعل کو البعل سمجھنا چاہیئے، جس سے مراد معبود اعظم ہے، عربی میں
اگر عین کی تخفیف ہوگئی اسلیے کہ بعل کو کلدانی بل کہا کرتے تھے۔

(ثالثاً) عرب میں اس کی جو عبادت کا طریقہ تھا ہبعل کے طریق عبادت سے بالکل ملتا جلتا
ہے، ہبعل کو موابی و فینیقی بلند اور اونچے ٹیلوں یا گھروں کی چھت پر نصب کرکے اس کے
لیے جانوروں یا آدمیوں کی قربانی کرتے تھے اور بخور کی دھونی دیتے تھے یہی طریقہ عرب
میں ہبل کی عبادت کا تھا کہ اس کو کعبہ کی چھت پر نصب کرکے تمام رسوم ادا کرتے تھے۔

اساف ونائلہ کو بھی عمرو بن لحی ارض بلقا سے لایا تھا) یہ دونوں بھی بڑے پایہ کے
بت تھے، ایک کی صورت عورت کی تھی اور دوسرے کی مرد کی، عمرو نے ان دونوں کو
بلقا سے لاکر چاہ زمزم کے قریب نصب کیا تھا مگر بعد کو ایک صفا میں اور دوسرا مروہ میں لایا
گیا۔ ان دونوں کو اور ہبل کو بت پرستی کی اس قسم کی شاخ تثلیث سمجھنا چاہیئے جس کا رواج
پرانے زمانے کے بت پرستوں میں بہت تھا، ان تثلیثوں میں اکثر ایک بت کو مرد فرض
کرتے تھے ایک کو عورت اور ایک کو لڑکا، قدیم مصریوں اور کلدانیوں میں اس رسم کا خاص
رواج تھا۔

یغوث کی صورت شیر کی سی تھی، اور ساحل جدہ سے مکہ مبارکہ میں لایا گیا، جدہ حبش
ومصر سے حجاز میں آنے والے مسافروں کا اسٹیشن ہے۔ لہذا اگر یہ بت جدہ سے لایا گیا
تو یا حبشہ سے آیا ہوگا اور یا مصر سے۔ مصر میں بھی شیر کی صورت کا ایک معبود تھا،
جس کو تفنوت کہتے تھے۔ تفنوت اور یغوث میں واضح طور پر تجنیس لفظی موجود ہے اگر
کوئی "لصوب" بغیر نقطوں کے لکھے تو پڑھنے والے اس کو تفنوت بھی پڑھیں گے

اورنعنوت بھی اور یغوث بھی، قدیم زمانے کی جو عربی نوشتے یورپ مین محفوظ ہین اُن
سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان دنون الفاظ پر نقطہ دینے کی زیادہ پابندی نہ تھی ابتدائے
تمدن اسلام مین بھی اس قسم کی نظیرین ملتی ہین قیصر روم جو خلیفہ ہارون الرشید کا باجگزار
بادشاہ تھا بعض مورخین عرب اُس کو نیقفور لکھتے ہین اور بعض نعفور اور بعض نقفور،
اور آخری نام صحیح ہے، اس لیے کہ اس کا اصلی نام نائیسفورس تھا، اسلام مین باین ہمہ
تمدن جب اس قسم کا التباس ہو تو کیا جاہلیت مین ایسا ہونا ممکن نہین ؟ عہد بنی اسرائیل
مین بھی اس قسم کی تبدیلیان نظر آتی ہین، قابین سے قابیل، جلیات سے جالوت، اور قورح
سے قارون کی ہیأت ان ہی اصول سے تبدیل ہوئی۔

"عجیب ہیأت کا بت تھا، عرب کے تمام بتون مین اس کی شکل سب سے نرالی تھی،
صاحب معجم البلدان لکھتے ہین۔

انہ علی تمثال رجل کاعظم ما یکون من الرجال قد دبر علیہ رای نقش علیہ حلتان متزر بحلۃ و مرتد بحلۃ علیہ سیف وقد تنکب قوسا و بین یدیہ حربۃ فیہا لواء و جعبۃ فیہا سہام۔

یہ بت ایک بہت بڑے آدمی کی شکل کا تھا اُسکی پوشاک دو چادرون کی تھی، ایک چادر کا تہ بند پہنے ہوئے اور ایک کو اوڑھے ہوئے، اوپر ایک تلوار تھی اور کندھے مین ایک کمان پڑی ہوئی تھی، سامنے ایک حربہ مین جھنڈا ہوتا تھا اور ترکش مین تیر رہتے تھے۔

یہ سج دھج فراعنہ مصر سے نہایت مشابہ ہے، وہ اسی وضع سے سوار ہوکر میدان جنگ
مین جاتے تھے، مصریون کے بت "سیس" کی بھی یہی صورت تھی، اور فینیقیہ کے بت اشبو
کا مجسمہ بھی اسی طرز کا ہے[1] ہمارے پاس کوئی قطعی دلیل تو نہین ہو تا ہم کہہ سکتے ہین کہ اس بت
کا فینیقیہ یا مصر سے عرب مین آنا قرین قیاس ہی، اور یہ تو مسلم ہے کہ خاص عرب کا یہ بت نہ تھا

[1] بغیۃ الطالبین صفحہ ۱۶۰۔

یہی حالت عرب کے تمام بتون کی تھی اور ہر ایک کے متعلق جو واقعات مذکور ہین اُن مین ہر
ہر جز کی اگر تحلیل کی جائے تو صاف نظر آئے گا کہ تیسری صدی عیسوی کے بعد عرب مین
بت پرستی کا رواج ہوا ہے، جب اسکی نہایت کثرت ہوئی اور اہل عرب اپنے مسالہ توحید کو
بالکل بھول گئے تو ایک اولوالعزم مصلح کی نہایت ضرورت محسوس ہوئی جس کے لیے زمانہ
نے جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو انتخاب کیا، آپ کے انوار ہدایت سے یہ ساری تاریکیان
کافور ہوگئین اور دنیا مین پھر اسی فطرۃ اللہ کا نظام قایم ہوگیا جسکی تعلیم ابراہیم و موسیٰ
و عیسیٰ (ع) ہمیشہ سے دیتے آئے تھے اور جسکی نسبت خود مبدء فیاض سے یہ حکم نامہ آیا تھا کہ
فطرة الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذلك الدين القيم[1]۔

قدیم سامی زبانین

آثار قدیمہ نے مستشرقین کو یقین دلا دیا ہے کہ اصل عربی زبان اپنی ابتدائی زندگی مین
موجودہ زبان سے بہت مختلف تھی۔ عہد رسالت سے دو سو برس پہلے کا ادبی ذخیرہ آج
ناپید ہے تاہم اگر عربی اسی کا نام ہے جو چھٹی صدی عیسوی مین رائج تھی تو ہم کہ سکتے ہین کہ
ہمارے زمانہ کی نظم و نثر مین اور امرئ القیس کے قصائد اور قس بن ساعدہ کے لکچرون مین کچھ
بہت فرق نہین ہے قانون عمران نے جب باشندگان عرب کو جزیرہ نماے عرب سے نکال کر ارض
بابل و فلسطین مین بسایا اور مقامی آب و ہوا سے مولدین کے لہجے مین جن کو عرب کا پوروردہ
طبقہ کہنا صحیح ہوگا، تغیرات ہونے لگے، تو شدہ شدہ ہر لہجے کی ایک مستقل زبان ہوگئی اور

[1] یہ (یعنی اسلام) وہی فطرت الٰہی ہے جس پر خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے خدا کی پیدا کی ہوئی بناوٹ مین تبدیلی نہین دین محکم یہی ہے

استاد دوماشہ نے ان سب کو اصل عربی سے جدا کر دیا۔ اس اصل مین ایک حسب ذیل شاخین نکلین

ارامیون اور اشوریون کی زبانین۔ اس شاخ مین اشور کی زبان جو خط مسماری (خط میخی) مین مرقوم ہے اور ارامی کی دونون شاخین۔ بابلی و کلدانی شامل ہین۔ نبطی اور نیز صابی یعنے پیروان مانی کی زبان بھی اسی جڑ کی شاخ ہی۔

کنعانیون کی زبانین۔ اس شاخ مین عبرانی وفینیقی وسامری زبانین شامل ہین۔ عبرانی وسامری زبان کی مشہور تالیفات کتب عہد قدیم (مجموعہ توراۃ) ہین۔ فینیقی خط کے آثار کم ملتے ہین۔

اہل عرب کی زبانین۔ یہ شعبہ دوسری شاخون سے اس حیثیت مین ممتاز ہے کہ جمع تکسیر اس کے سوا اور کسی زبان مین نہین اس مین حجاز کی زبان (عربی) یمن کی زبان (حمیری) حبشہ کی زبان (غیزی[٥١]) اور جنوبی عرب مثلاً بلاد مہرہ و ہراری وتغرمہ وغیرہ کی زبانین شامل ہین۔

عربی زبان، حمیری اور حبشی زبان کی حقیقی بہن ہے۔ اس کی اصلیت دریافت کرنا چاہو تو ان دونون کے الفاظ پر عمیق نظر ڈالو، پھر دوسری سامی زبانون کی تحقیق کرو جو اس کے قریبی رشتہ دار ہین، پھر ان زبانون کو دیکھو جن پر عہد قدیم مین حکومت یا تجارت کے ذریعہ سے عرب کا سایہ پڑا ہے، مثلاً ایران وسندھ وشام ومصر کی قدیم عربی زبانین۔ حبشی زبان کا سب سے قدیم اور اسہل الحصول مجموعہ ترجمہ توراۃ ہی اس کے دیکھنے سے تم کو معلوم ہوگا کہ عربی کی ابتدائی زندگی کس نہج پر شروع ہوئی تھی۔ آجکل ایک مستشرق

٥١ حبشے کے ملک کو یون سمجھو کہ قوم حمیر کی ایک نوآبادی کالونی تھی، یہان کے قدیم باشندے مولدین عرب تھے جنکی زبان کا نام غیزی تھا، پہلے مسیحی تالیفات کا اس زبان مین بڑا ذخیرہ تھا، اب یہ زبان متروک ہی۔

ارض حبشہ میں سیاحت کر رہا ہے، اُس کے سیاحت کا مقصد حبشی لٹریچر اور آثار قدیمہ کی تحقیق ہے، اس موضوع کی تفصیل کے لیے ہمکو خاتمہ سفر اور اُس کے نتائج کا انتظار ہے

حمیری زبان کی کتابت خط مسند میں تھی، ابتداءً اس زبان کی بعض کتابیں عربی متعارف میں ترجمہ ہوئی تھیں۔ علامہ ابن خلدون ان کتابوں کیطرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں تشهد بذلك "الانقال" الموجودة لدینا[1] یعنی ہمارے پاس جو "انقال" موجود ہیں وہ ہمارے بیان کی شہادت دے رہے ہیں

اس زبان کی بعض کتابیں یورپ کے کتب خانون میں محفوظ ہیں اور یورپین زبانون میں بعض کے ترجمے بھی ہوگئے ہیں۔ حمیری زبان کے مشہور محقق اور قوم حمیر کی یادگارون کے عاشق موسیو ہالیفی پروفیسر مدرسۃ الصوربون دسربن یونیورسٹی اور جرمن مستشرق موسیو گلاسر ہیں ان دونون نے یمن کی سیاحت بھی کی ہے اور یمن کے متعلق طویل الذکر کتابیں بھی تالیف کی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ یورپ کے عجائب خانون میں قوم حمیر کے جو آثار موجود ہیں اُن میں کسی کی تاریخ پانچوین صدی عیسوی سے متجاوز نہیں ہوتی، تاہم اُن کے دیکھنے سے بھی ایک حد تک عربی کی ابتدائی زندگی کا اندازہ ہوجاتا ہے۔

آج عربی وارامی وغیرہ کی حدین جداجدا نظر آتی ہیں لیکن پہلے اتنی تفریق نہ تھی ارض شام کی سرحد پر خیبر کے شمال میں تیمار ایک مقام ہے، یہ مقام مدینہ مبارکہ سے ۴۵۰ کیلومتر[2] کے فاصلہ پر ہے اور تیماء یہود کے نام سے مشہور ہے، سموئل بن عادیا جس کی

---

[1] مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۴۸۹۔

[2] ہزار متر کا ایک کیلومتر ہوتا ہے اور متر ۳۹ انچ یعنی ایک گز ۳ گرہ کا ہوتا ہے لہذا ایک کیلومتر کے ۱۰۸۳ گز ہوئے

وفاؤ صدق امانت مین ابتک ضرب المثل ہے اس کا قلعہ یہین تھا، یہان ایک لوح
ملی ہے جس پر ارامی خط کا ایک کتابہ ہے مگر زبان کسی قدر ملتی جلتی سی ہے یہ لوح عجائب خانہ
پیرس مین محفوظ ہے اور اس امر کی شہادت دے رہی ہے کہ ارامی پر عربی کی حکومت تھی
اور عرب مین ارامی خط کا رواج تھا۔ ابن اثیر نے تاریخ الکامل مین ارامی کو ارمانی لکھا ہے اور
بتایا ہے کہ یہ سواد عراق کے نبطی ہین، ارض بابل سے موصل تک انکی حکومت تھی۔ یہ مسالہ
بجا ہے خود ثابت ہو چکا ہے کہ مولدین عراق وغیرہ کو اہل عرب نبطی کہتے تھے یا پانی تک پہونچ
کو انباط کہتے ہین عرب کی بے آب وگیاہ زمین سے نکل کر جب عربی قبائل عراق کے تر و تازہ
و شاداب مقامات مین آباد ہوئے تو اُن کا لقب نبطی مشہور ہو گیا جس کے معنی صاحب الماء
کے ہین اور چونکہ عرب مین پانی سب سے بڑی دولت سمجھی جاتی تھی اس لیے نبطی کے لقب مین
دولت وتمدن کا راز بھی مضمر تھا۔ رفتہ رفتہ اختلافات نسب نے نبطیون مین تغیرات پیدا کر دیے
اور وہ اپنی خاندانی عربیت کو مقامی اثر سے محفوظ نہ رکھ سکے، عرب کے قومی امتیازات مین شرافت
کا بڑا پایہ تھا، وہ وصیت کیا کرتے تھے کہ دیکھنا نبطیون کی طرح کہین تم بھی اس جوہر کو نہ کھو بیٹھنا
حضرت عمر (رض) فرماتے ہین۔

احفظوا انسابکم ولا تکونوا کنبط السواد
اذا سال الھم احد من تنتسبون قالوا
نحن من بلدۃ فلان۔

اپنے نسب کو محفوظ رکھو اور نبطیون کی طرح نہ بن جاؤ
کہ اُن سے جب کوئی پوچھتا ہے کہ تم کس خاندان سے ہو تو کہتے
ہین کہ ہم فلان شہر کے رہنے والے ہین

موسیو دوتی نے ۱۸۷۶ء و ۱۸۷۷ء دہوبر نے ۱۸۸۳ء و ۱۸۸۴ء مین مدائن صالح کے
مقام حجر مین جو تیماء کے جنوب مغرب مین واقع ہے بہت سی قبرین دریافت کی ہین جن پر نبطی
حروف مین عبارتین منقوش ہین۔ یہ قبرین پہلی صدی عیسوی کی ہین تاریخ عرب مین اگرچہ یہی

مشہور ہے کہ نبطی عراق کے باشندے ہین، مگر آثار بتا رہے ہین کہ جزیرہ نماے عرب کے شمال مغرب مین بھی اُن کی حکومت تھی، بتراوان کا دار السلطنت تھا جو وادی موسی کے قریب ہے اور ضلع معان کے حدود مین داخل ہے۔ فرنچ عالم مارکی دوفوغوی نے مشرقی حوران (واقع ملک شام) مین ایک مقام دریافت کیا ہی جس کو صفا کہتے ہین، یہان خط مسند مین حمیری زبان کے کئی کتبے برآمد ہوے ہین، اسی قسم کے کتبے موسیو ہوبر کو جنوبی حوران مین بھی ملے ہین جن سے دریافت ہوتا ہی کہ بعض قبایل جنوب سے شمال مین جا کر آباد ہوئے تھے۔ یہ وہی قبائل تھے جنھون نے تنوخ یعنی اقامت کے ارادے سے سیاحت اختیار کی تھی اسی مناسبت سے تنوخ اُن کا نام ہی پڑ گیا، "تاریخ الکامل" مین انکے واقعات مفصل مذکور ہین۔ خط مسماری کے آثار بتا رہے ہین کہ اشوریون نے بارہا عرب پر حملے کیے اور نوین صدی قبل مسیح سے چھٹی صدی قبل مسیح تک فوج کشی کرتے رہی، گو ایک زمانے مین قوم اشور کا اصلی وطن عرب تھا اور بعد مین حب وطن ہی اُن سے یہ فوجکشی کرا رہی تھی، تاہم

سعدیا حب وطن گرچہ حدیثیست صحیح نتوان مرد بسختی کہ من اینجا زادم

غیر قومون کے حملے بتا رہے ہین کہ اس زمانے مین اگر عرب مین دولت و شائستگی و ثروت نہ رہی ہوتی تو شاید حملہ آور ادھر کا رُخ بھی نہ کرتے ؛

عرب کی قدامت

محققین کو قدماسے اہل عرب کے متعلق آج جس قدر غلط فہمیان سنگ راہ ہین کسی قوم کے متعلق ایسی تاریکیان نہین حائل ہوئین۔ اس کے تین اسباب ہین

(۱) قدیم تاریخی وادبی ذخیرہ پر عبور نہین۔

(۲) موجودہ حالت پر گزشتہ کو بھی قیاس کرتے ہین۔

(۳) تاریخین خود شہادت دے رہی ہین کہ ظہور اسلام کے قبل اہل عرب مین اس قدر تاریکی پھیلی ہوئی تھی کہ زمین کا یہ بے آب وگیاہ حصہ تاریک خیالی کے لحاظ سے بحر ظلمات بنا ہوا تھا۔ ظہور اسلام سے بہت زیادہ قبل کے ادبی و تاریخی آثار سے واضح ہوتا ہے کہ کسی غیر تاریخی زمانہ مین ارض عرب کو تمدن وشایستگی مین اُس زمانے کی نسبت سے انتہائی شہرت حاصل تھی، اُن کی سلطنت دُنیا کی مشہور و معروف سلطنت تھی، اور خود اپنے ملک کے علاوہ اکثر ممالک مین اُن کی زبردست حکومتین قائم تھین، زمانہ دراز کے بعد جب حکومت مین ضعف آیا تو شایستگی مین بھی شدہ شدہ کمزوری نمایان ہونے لگی، اور آخر مدتہاے مدید گزرنے پر جہالت و توحش نے تمدن کی جگہ لے لی اور سارے ملک مین بدویت پھیل گئی جسکی مضحکہ خیز داستانین جاہلیت عرب کی اُن وحشیانہ لڑائیون مین مذکور ہین جنھین "ایام عرب" کہتے ہین یہ افسوسناک حالت ایسی نہ تھی کہ دُنیا کو اسکی اصلاح کی ضرورت نہ ہوتی، مفاسد کی حد ہو گئی تھی لہذا خدا نے مصلح اعظم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو مبعوث فرمایا اور آپ نے پھر اُسی تمدن کی رہنمائی کی جسکی تجدید ایک زمانے مین حضرت ابراہیم نے کی تھی اور اس جاہلیت مین بھی

اُن کے نام سے اُس کو شہرت تھی۔

تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ عرب کا وہ سرسبز حصہ جس کو یمن کہتے ہیں ایک زمانہ میں وہان عرب کے اُس برباد شدہ قبیلہ کی سلطنت تھی جسکو علماے انساب "بنی حضورا" یا "بنی حصورا" کہتے ہیں اسکی نسبت سے دیار یمن کو اس زمانے میں ملک حاصور کہتے تھے، اور صحیفہ حضرت ارمیا میں جہان یہ وارد ہے کہ "اے حاصور کے باشندو بھاگ چلو اس لیے کہ بنوخذ نصر (بخت نصر) نے تمھارے لیے تدبیرین کی ہین" اُس سے یہی ارض یمن مراد ہے۔

اِس کا واقعہ یہ ہے کہ عرب میں اُن دنون ایک پیغمبر صاحب تھے جن کا نام شعیب بن ذی مہدم تھا، یہ حضرت بخت نصر کے جانبدار تھے، بخت نصر گو خود بھی عربی الاصل تھا تاہم مُولّد تھا اور اُس کے ظالمانہ حلون سے اہل عرب سخت متنفّر تھے، غالبًا اِسی طرفداری کی وجہ سے انھون نے شعیب کو شہید کر ڈالا۔ بخت نصر کو خبر معلوم ہوئی تو بدلہ لینے کے لیے لشکر کشی کی اور تین برس کی مسلسل لڑائیون کے بعد عرب پر تغلب حاصل ہوا[1]۔

اسی زمانے مین جبکہ بخت نصر اہل عرب سے جنگ مین مشغول تھا یہویاقیم نے سرکشی کی لیکن بخت نصر کو اُس کی سرکوبی کے لیے خود فرصت نہین ملی اور جیسا کہ سفر الملوک کا بیان ہے کلدانیون اور ارامیون وغیرہ نے اُس کی شورش دفع کی۔ یہویاقیم اِس کے قبل تین برس تک بخت نصر کا فرمان بردار رہ چکا تھا، اور بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جنگ عرب مین جب طوالت ہوئی اور بخت نصر کو کسی حملہ مین شکست ہوئی اور اس شکست کی خبر

[1] ابن خلدون۔ ج ۲ ص ۶۰ او ر ۲۳۷ و ۲۳۹ و ۲۴۳ ۔ وصف جزیرۃ العرب للہمدانی مطبوعہ یورپ ۱۸۸۴ء ص ۱۲۱ پیغمبر مذکور کا بخت نصر کا طرفدار ہونا اور بخت نصر کا اُس کے قصاص مین عرب پر فوجکشی کرنا اس لیے قابل تسلیم ہے علامہ مسعودی نے خود بخت نصر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "انا المنتصر للنبی المظلوم" مروج الذہب للمسعودی ج ۱ ص ۲۲۶

شام و عراق پہونچی تو ایک عام بغاوت برپا ہوگئی مگر بخت نصر اہل عرب کی جنگ مین اِس قدر منہمک تھا کہ وہ خود اُس کے دفعیہ کے لیئے نہ آسکا۔

یہ مسئلہ کہ اہل عرب اُن دنون کس حالت مین تھے؟ علامہ مسعودی کے اس بیان سے ایک حد تک اس کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

وکانت (ای بنو حضور) امة عظیمة ذات بطش وشدة فغلبت علی کثیر من الارض والممالك (مروج الذهب ۲۲۶)[1]	عرب کی قوم بنی حضور بڑی بہادر و شجاع و عظیم الشان قوم تھی۔ بہت سی ممالک اُس کے قبضہ مین تھے۔ (مروج الذہب ۲۲۶)

اِس کے بعد لکھا ہے کہ خدا نے پیغمبر بنی اسرائیل حضرت برخیا کو وحی بھیجی کہ بخت نصر کو بدلہ لینے کے لیئے آمادہ کرین، چنانچہ بخت نصر نے اِس کا جواب جو کچھ دیا اُس کے خاص الفاظ یہ ہین

قال له (ای لبرخیا) الملك صدقت ...... ویقال لی ما امرتنی به وانا انتصر للنبی المقتول المظلوم[1]	بادشاہ نے برخیا سے کہا کہ آپ سچ کہتے ہین۔ مجھے بھی منجانب اللہ یہی حکم ہوتا ہے۔ مین مظلوم اور شہید پیغمبر کا بدلہ لُون گا[1]

اِس کے بعد جنگ کے واقعات لکھے ہین جن کے بیان کرنے کی ہمکو ضرورت نہین۔ دِقت نظر سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ شرفاے عرب ہمیشہ عراق مین جاکر آباد ہوا کرتے تھے اور وہان کی عربی نسلون کو یعنی مولدین عراق کو خاص عرب مین لاکر بساتے تھے تاکہ عرب کے قومی جذبات اور خواص کو عراق کی آب و ہوا سرد نہ کر دے۔ علامہ ہمدانی تبابعۂ یمن کے اس قول کو شہادت مین پیش کرتے ہین جس کو اُسی زمانے کے کسی شاعر نے نظم کیا تھا

فسکنت العراق خیار قومی	وسکنت النبیط ثری قتاب[2]
مین نے عراق مین اپنی قوم کے شرفا کو بسایا	اور قتاب کے گاؤن مین نبطیون کو آباد کیا

[1] مروج الذہب للمسعودی ج ۱ ص ۲۲۶۔

[2] وصف جزیرۃ العرب للہمدانی صفحہ ۱۰۴

قتباب ارض یمن کا ایک قدیم شہر تھا اور نبطی مولدین عرب کو کہتے ہین۔

سامی زبانون مین سامری اور یہودی زبانین سب سے قدیم سمجھی جاتی ہین، اور کہا جاتا ہے کہ بقیہ زبانین انھین کے تغیرات سے پیدا ہوئین۔ ممکن ہی یہ دعوی کسی حد تک بعض خاص زبانون کے لیے صحیح کہا جا سکے، لیکن عربی کے لیے تو قطعًا غلط ہی۔ سامری اور یہودی ہمیشہ عرب سے مغلوب اور عربی تمدن کے حلقہ بگوش رہے۔ جو ہمسایہ اقوام نے یہودیون اور سامریون کے خلاف جب فوجکشی کی نوبت تک اہل عرب سے مدد نہ ملی مُہم سر نہ ہوئی۔ ایک اسی قسم کے واقعہ کا اشارہ اسفار المکابیین کے مؤلف نے بھی کیا ہے وہ لکھتا ہے :۔

"یہودا نے فوج کی حالت دریافت کرنے کے لیے کچھ لوگ بھیجے، ان جاسوسون نے اُسے آکر خبر دی کہ ہمارے قرب وجوار کی ساری قومین اُن لوگون سے (یعنی حملہ آورون سے) مل گئی ہین، اُن کی فوج بہت بڑی ہے، اُنھون نے پشت پناہ بنانے کے لیے اہل عرب کو اس مہم کا ٹھیکہ دیا ہے[۱]"

پیغمبران بنی اسرائیل بڑی حسرت وآرزو سے کہا کرتے تھے کہ من یقودنی الی المدینة المحصنة[۲] (کون ہے جو مجھ کو قلعہ بند شہر تک پہونچاوے) مدینہ محصنہ یعنی قلعہ بند شہر سے اہل عرب کا قدیم دار السلطنت سالع مقصود تھا جس سے بڑھ کر اُس زمانے مین کوئی دوسرا شہر قلعہ بند و مستحکم نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسے ضعیف و کمزور عنصرون کا عرب پر کیا اثر پڑ سکتا تھا۔

ف۱ میرے پاس ان کتابون کا عربی نسخہ ہے اُردو نہین ہے۔ اس کے خاص الفاظ یہ ہین وقد استاجروا العرب یظاهرونهم، سفر اول از اسفار مکابیین اصحاح ۵۔ نمبر ۲۵۔

ف۲ مزمور ۱۰۸۔

عرب کی سلطنت، خود سامریون اور یہودیون کے ملک مین تھی اور اپنے تمدن و ثروت کا اُنکو اس قدر غرور تھا کہ یہودیون کو خاطر مین بھی نہین لاتے تھے۔ خاص یہودیون کا کوہستانی خطۂ سعیر اُن کے قبضہ مین تھا، دیارِ ادوم پر اُن کی حکومت تھی اور نہراو کے منارون پر اُن کا پھریرا لہرا رہا تھا۔ یہودیون کو اُس زمانہ مین تمام سامی اقوام کی سرخیل ہونے کا دعوی تھا، ایسی حالت مین خاص اُن کے ملک مین اہل عرب کی آزاد و مستقل حکومت اور اُن کے تکبر و غرور و عظمت و جبروت سے ناگواری و منافرت پیدا ہونا ایک قدرتی بات تھی، انبیاے بنی اسرائیل نے اُن کی آزاد مزاجی سے عاجز آکر اُن کو سخت بد دعائین دین اور اُن کی آبادیون کے برباد ہو جانے کی پیشینگوئی کی[۱]۔

ہم کو کسی فریق کے حسن و قبح سے بحث نہین ہمارا مقصد صرف اس قدر تھا کہ اخلاقی و تمدنی حیثیت سے یہودی و سامری قومین اہل عرب کے زیر اثر تھین۔ عرب پر اُن کا اثر نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ سامری و یہودی زبانون مین بہ نسبت دوسری سامی زبانون کے بہت زیادہ عربی الفاظ ملتے ہین، مثلاً الفاظ ذیل ملاحظہ ہون۔

عربی	سامری	یہودی	اُردو (ترجمہ)
اب	اب	اب	باپ
اُم	اِم	ام	مان
اخ	اح	اخ	بھائی
بنات	بَنوت	بِنوت	بیٹیان
نفس	نَفش	نِفَش	سانس یا جان

[۱] ایساس ۹۴ و حزقیال ص ۲۵-۱۲-۱۳ و حزقیال ص ۳۵۔

عربی	سامری	یہودی	اُردو (ترجمہ)
یتیم	یتوم	یتوم	جس کا باپ مرگیا ہو
جارہ	جر	جر	پڑوسی
اسم	شِم	شم	نام
قریب	قروب	قاروب	نزدیک
تلمیذ	تلمید	تلمید	شاگرد
حج	حج	حج	حج
مقام	مَقوم	مقوم	قیام گاہ
کلب	کلب	کِلب	کتّا
حیّ	حی	حی	زندہ۔ قبیلہ
برکہ	بَرکہ	بَرخہ	حوض
ملک۔ ملاک	مالاک	مالاک	فرشتہ
صدیق	صدیق	صدیق	دوست
یمین	یمین	یمین	داہنا ہات
شمال	شمال	شمال	بایاں ہات
موروثہ	موراشہ	موراشہ	موروثی
سبط	شبط	شبط	بیٹے کا بیٹا
متن	متن	متن	پشتہ زمین سخت
مجن	مجن	مجن	سپر۔ ڈھال

عربی	سامری	یہودی	اُردو (ترجمہ)
حِلم	حِلوم	حلوم	آہستگی و تحمل
رُمح	رُمح	رُمح	نیزہ
دم	دم	دم	خون
نذر	نزر	نزر	نیاز۔ مَنّت
نحاس	نحشت	نِحشت	تانبا
قِدَم	قِدِم	قدَم	کہنگی۔ قدامت
طل	طل	طل	شبنم
نہر	نہر	نہر	نہر
سِن	شِن	شن	عمر۔ سِن
عین	عین	عین	آنکھ
ید	ید	ید	ہات
قبر	قِبَر	قِبر	قَبَر
عاقر	عاقر	عاقر	وہ عورت یا مرد جسکو لڑکا نہ ہوتا ہو
سماوات (جمع سماء)	شمیم	شمایم	آسمان
ارض	اَرص	ارش	زمین
شمس	شمش	شمش	سورج
یوم	یوم	یوم	دن
لیل	لیل	لیل	رات

عربی	سامری	یہودی	اُردو (ترجمہ)
راس	راش	راش	سر
آلہ	آلہ	آلہ	معبود۔ خدا
ریح	ریح	ریح	ہوا
بقر	بقر	بقر	گائے
بتول	بتول	بتول	کنواری
عبد	عبد	عبد	بندہ۔ غلام
اَمہ	امہ	امہ	لونڈی
عظم	عصم	عصم	ہڈی
سلام	شلوم	شلوم	سلام
روح	روح	رُوح	جان
ذہب	زہب	زہب	سونا۔ زر
یم	یم	یم	دریا
مطر	مِطر	مَطر	مینھ
رجل	رجل	رجل	مرد
عجل	عجل	عجل	گوسالہ
ملحمہ	ملحمہ	ملحمہ	فتنہ۔ شورش
مُیّت۔ مَیت	میت	میت	مُردہ
قشش	قشش	قشش	لاغری کے بعد فربہ ہونا

عربی	سامری	یہودی	اُردو (ترجمہ)
نور	نور	نور	روشنی
کبش	کبش	کبش	بھیڑ
کوکب	کوکب	کوکب	ستارہ
سمن	شمن	شمن	روغن
افعال کی مثالیں ملاحظہ ہوں			
کَتَبَ	کتب	کتب	لکھا
فَعَلَ	فعل	فعل	کیا
رَجَمَ	رجم	رجم	سنگسار کیا
احب	اہب	اہاب	پسند کیا
قم	قم	قوم	اُٹھ
سأل	شأل	شأل	سوال کیا
اکلَ	آکل	آخل	کھایا
حروف کی مثالیں			
لا	لا	لا	حروف نفی
ام	ام	ام	حروف تردید
الی	اَل	اِل	غایت
علی	عل	عل	حرف جار
من	من	من	حرف جار

عربی	سامری	یہودی	اُردو (ترجمہ)
ضمائر کی مثالین			
انا	آنی	آئی	ضمیر واحد متکلم
انت	اتا	اتا	ضمیر واحد مخاطب
ھُوَ	ہوا	ہوا	ضمیر واحد غائب
انتم	اِتم	اِتم	ضمیر جمع مخاطب
نحن	انحنوا	انحنوا	جمع متکلم
ہم	ہم	ہم	جمع غائب
جملون کی مثال			

سامری	براشیت برا الویم ات، اشامیم وات ہارص
یہودی	براشیت برا الوہیم ات مشامیم وات ہارث
عربی	فی البدء برء (خلق) اللہ السموات والارض
اردو (ترجمہ)	ابتدا۔ اُسے پیدا کیا خدا نے آسمانون اور زمین کو

اس قسم کی صدہا ہزارہا مثالین ہین جو اس دعوی کی واضح دلیل ہین کہ عربی کی قدامت ورفعت وشان نے تمام سامی زبانون کو دبا رکھا تھا یورپ کے عجائب خانون مین حضرت سلیمان کے عہد کے سکے موجود ہین جن پر سامری حروف مین مثقال اسرائیل لکھے ہوئے ہین حضرت سلیمان کا زمانہ یہودیون کے تمدن کے شباب کا زمانہ تھا، لیکن دیکھو اس وقت کی زبان بھی کیسی عربی آمیز مین ڈوبی ہوئی ہے اور عربی الفاظ کے لیے کس طرح قومی و سرکاری خزانون مین جگہ خالی کر رہی ہے +

طسم وجدیس

عرب کی تباہ شدہ اقوام مین طسم وجدیس کو برباد ہوے گو کئی ہزار برس ہوچکے ہین مگر اب سے چھ سات سو برس قبل تک ان کے آثار موجود تھے اور ممکن ہے کچھ نشانات اب بھی باقی ہون ۔ علامہ یاقوت حموی نے کئی قلعون اور عمارتون کے نام لکھے ہین جن کی نسبت اُن کا بیان ہے کہ ان کے بانی طسم وجدیس تھے ۔ (مثلاً مشقر[1] ۔ معنق ۔ شموس[2])

جب یہ سلطنت برباد ہوئی تو اُس کی عمارتین بھی رفتہ رفتہ غیر آباد ہوتی گئیں اور آخر ایک زمانہ مین بالکل ہی ناپید ہوگئین ۔ مدت ہاے دراز کے بعد اتفاقاً ان کے کھنڈر ملے اور اس وقت سے معلوم ہوا کہ یہ سرزمین بھی ایک زمانہ مین شائستگی و تمدن کا مرکز تھی ۔ علامہ یاقوت حموی نے مادہ حجر کے تحت مین اس انکشاف کے واقعات ایک دلچسپ پیرایہ مین لکھے ہین[3] ۔

اس سلطنت کے مشہور شہرون مین القریہ نہایت ممتاز تھا جس مین اسلامی تمدن کے عہد تک بہت سی یادگارین موجود تھین ۔ ایک خاص قسم کے مکان ہوا کرتے تھے جنھین بتیل کہتے تھے (اس کی جمع بتل ہے) یہ عیسائیون کے گرجون کی طرح مٹی

---

[1] یاقوت ۔ ج ۴ ۔ ص ۵۴۱ ۔

[2] یاقوت ۔ ج ۴ ۔ ص ۵۷۹ ۔

[3] یاقوت ۔ حرف حاے غیر منقوطہ ۔

کے بنے ہوئے مربع مکانات ہوا کرتے تھے جو اوپر سے مستطیل ہوتے تھے مسلمانوں نے اپنے زمانہ مین جب اِس شہر کے آثار دیکھے ہین تو ایک مینار پانسو گز کے طول مین موجود تھا۔ زرقا یمامہ نے کیا تعجب ہو کہ انھین میناروں مین سے کسی ایک پر چڑھ کر تبع کی فوج دیکھی ہو[1]۔ یمامہ مین ایک شہر جعدہ تھا جس مین ایک بڑی پرانی عمارت تھی پرانی چیزین عربی محاورہ مین عاد سے منسوب کی جاتی تھین اور اسی بنا پر یہ عمارت بھی عادی مشہور تھی۔ اصل مین یہ ایک بڑا مضبوط قلعہ تھا جسے طسم وجدیس نے بنایا تھا[2]۔ شہر الحجر مین بھی اِس قوم کی یادگارین ہین[3]۔ یمن کے قدیم عربی روزمرہ مین الحجر و القریہ دونون کے ایک معنی ہین[4]۔ اس لیے کیا عجب ہے کہ یہ دو نام ایک ہی شہر کے رہے ہون۔

---

[1] صفۃ جزیرۃ العرب ص ۱۴۰ (طبع لیڈن ۱۸۸۴ء) زرقا کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ قوم جدیس کی ایک مشہور دوربین عورت تھی جو تین دن تک کی مسافت کی چیزین دیکھ لیتی تھی۔ یہ عورت یمامہ کی رہنے والی تھی جو قوم جدیس کا خاص مرکز تھا۔ تبع یمن نے جب اس قوم پر فوجکشی کی تو ایک ایسا حیلہ کیا کہ زرقا جو ہر وقت دیدبانی پر متعین تھی وہ بھی لشکر کو نہ دیکھ سکی اور یہی اس قوم کی بربادی کا سبب ہوا بظاہر یہ واقعہ بالکل خلاف قیاس معلوم ہوتا تھا لیکن جس قوم نے پانچ پانچ سو گز کے اونچے مینار بنا رکھے ہون زرقا جیسی تیز بصارت عورت جو فوج غنیم کی نقل و حرکت سے واقف ہونے کے لیے غالباً ہر وقت مینار ہی پر رہا کرتی ہو اگر اُس کے اوپر سے دو تین دن کی مسافت کا منظر دیکھ سکتی ہو تو اس مین حیرت کی کیا بات ہے۔

[2] صفۃ جزیرۃ العرب ص ۱۶۰۔

[3] یاقوت۔ ج ۲۔ ص ۲۰۸۔

[4] یاقوت۔ ج ۴۔ ص ۹۵۲۔

رقیم کی عربی سلطنت

اِس سلطنت کا دوسرا نام بطرا ہے۔ اور معجم البلدان (طبع یورپ ج ۱ ص ۱۱۷) مین وادی موسیٰ کے جس قلعہ کا نام بطرا لکھا ہے وہ یہی بطرا ہے جس کو ہم رقیم کہتے ہین اور جس سے عہد قدیم کا ایک بڑا عبرت خیز واقعہ منسوب کیا جاتا ہے۔ یونانی مین اس کو عربیۂ حجریہ کہتے ہین۔

اِس سلطنت کی ابتدائی تاریخ چوتھی صدی قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔ اور دوسری صدی عیسوی کے آغاز تک (جب کہ ۱۰۶ء مین رومیون (رومن) نے اس پر قبضہ کرلیا) بڑی شان و شوکت کے ساتھ اس سلطنت کی شائستگی کا سکہ جاری تھا۔ عربی مؤرخین اس سلطنت کے تذکرے سے بالکل خاموش ہین اور اگر اسٹرابون وغیرہ نہ لکھے ہوتے کہ یہان بھی اہل عرب کی سلطنت تھی تو شاید ایک مدت تک علماے آثار کو اس کی تحقیقات کا خیال بھی نہ ہوا ہوتا۔ بعض محققین کا رجحان آجکل اس جانب ہے کہ یہ نبطیون کی سلطنت تھی۔ لیکن پہلے یہ فیصلہ کرنے کی بات ہے کہ قوم "نبط" سے مُراد کیا ہے؟

علامۂ طبری لکھتے ہین:-

الانباط بنو نبیط بن ماش بن ارم بن سام بن نوح[1]	قوم "نبط"، نبیط بن ماش بن ارم بن سام بن نوح کی اولاد ہین[1]

[1] طبری۔ ج ۱۔ ص ۱۰۵ (طبع مصر)

یہ بیان اگر صحیح ہے تو قوم نبط کی سلطنت خالص عربی سلطنت نہیں ہوسکتی اس لیے کہ اہل عرب ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد ہیں جو ارم بن سام بن نوح کے حقیقی بھائی تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ نبط بھی عرب ہی کی ایک شاخ ہے۔ علامۂ یاقوت حموی لکھتے ہیں :-

اما النبط فکل من لم یکن راعیًا او جندیًا عند العرب من ساکنی الارضین فھو نبطی

اہل عرب کے نزدیک نبطی وہ زمین کا باشندہ ہے جو گلہ بان یا سپاہی نہ ہو

(معجم البلدان ج ۶ ص ۱۳۸ مادہ عربہ)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبطی عرب کے طبقہ مولدین میں سے تھے جو عرب کے مرغوب پیشہ گلہ بانی یا قومی خدمت سے علیحدہ رہنے کی وجہ سے نبطی کہے جاتے تھے اس علیحدگی کا سبب یہ تھا کہ عرب سے باہر ان کا شاداب تمدن اس امر کی اجازت نہ دیتا تھا کہ اپنے سرسبز ملک میں بھی اسی بلا میں مبتلا رہیں جس کی وجہ سے وطن چھوڑ کر یہاں آئے تھے۔

حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے جن میں ایک کا نام نبط یا نبایوط تھا (توریت میں یہی آخر الذکر نام مذکور ہے) اور جن کا تذکرہ علامۂ طبری نے "نابت" کے نام سے کیا ہے اور لکھا ہے کہ ومن نابت وقیدر نشر اللہ العرب[۱] (خدا نے نابت اور ان کے بھائی قیدار کی اولاد سے عرب کا سلسلہ وسیع کیا) لہذا جب تمام مورخین یونان اس سلطنت کو عربی کہتے ہیں تو ممکن ہے کہ ہم اس کو نبط اسماعیل علیہ السلام کے خاندان کی سلطنت کہیں۔ توراۃ میں جہاں کہیں قوم نبط یا اولاد بنایوط کا

---

[۱] طبری۔ جلد ا صفحہ ۱۶۱۔

تذکرہ ہے وہاں عموماً عرب مراد ہیں۔

موجودہ تحقیقات کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ سلطنت عمان وبلقاء کے حدود میں واقع تھی۔ رقیم کا مشہور شہر جس کو یونانی ارکہ کہتے ہیں اسی سلطنت میں واقع تھا۔ علامہ مقدسی نے جن دنون میں اس کی زیارت کی ہے اُس وقت ایک گانوں سے زیادہ اس کی حیثیت نہ تھی وہ لکھتے ہیں۔

الرقیم قریۃ علی فرسخ من عمان علی تخوم البادیۃ فیہا مغارۃ لہا بابان صغیرۃ وکبیرۃ یزعمون ان من دخل الکبیر لم یمکنہ الدخول من الصغیر وفی المغارۃ ثلاثۃ قبور یسلسل لنا من خبرہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما نفر ثلاثۃ یتماشون اذ اخذہم المطر فمالوا الی غار فی الجبل فانحطت الی فم غارہم صخرۃ من الجبل فاطبقت علیہم الخ[1]

رقیم صحرا کے کنارہ ایک گانوں ہے جو عمان سے ایک فرسنگ کے مسافت پر واقع ہے اس گانوں میں ایک غار ہے جس میں دو دروازے ہیں ایک دروازہ بڑا ہے اور ایک چھوٹا۔ لوگون کا گمان ہے کہ جو بڑے دروازے سے اندر جاتا ہے پھر وہ چھوٹے دروازے سے اندر نہیں جا سکتا۔ غار میں تین قبریں ہیں جن کے واقعات کے متعلق ہم کو مسلسل روایت پہونچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی کہیں جا رہے تھے مینھ برسنے لگا اور وہ ایک پہاڑ کے درہ میں ہولئے۔ اندر پناہ لی تو پہاڑ پر سے ایک پتھر غار کے دہانہ پر آلگا اور یہ لوگ بند ہو کر رہ گئے

اس کے بعد اس مشہور قصہ کو لکھا ہے کہ ہر شخص نے اپنی اپنی سابقہ نیکیاں گنا کر خدا سے التجا کی اور آخر پتھر خود بخود ہٹ گیا۔

---

[1] احسن التقاسیم للمقدسی۔ ص ۱۷۵۔

علامۂ اصطخری نے بھی رقیم کو دیکھا تھا ۔ وہ لکھتے ہین ۔

الرقیم مدینة بقرب البلقاء وهی صغیرة منحوتة بیوتها وجدرانها فی صخر کانّها حجر واحد ۔[1]

رقیم بلقاء کے قریب ایک چھوٹا سا شہر ہے جس کے مکانات اور دیوارین پتھر سے تراشی ہوئی ہین معلوم ہوتا ہے کہ گویا اک ڈلے پتھر کی ہین[1]

علامۂ یاقوت حموی لکھتے ہین ۔

وبقرب البلقاء من اطراف الشام موضع یقال له الرقیم یزعم بعضهم ان بها اهل الکهف والصحیح انهم ببلاد الروم کما نذکره وهذا الرقیم اراد کُثیّر بقوله وکان یزید بن عبد الملك ینزله وقد ذکرته الشعراء ....

وقال غیرهم ان بالبلقاء بارض العرب من نواحی دمشق موضعاً یزعمون انه الکهف والرقیم قرب عمان و ذکروا ان عمان هی مدینة دقیانوس[2]

بلقاء کے قریب شام کے اطراف مین ایک موضع ہے جس کو رقیم کہتے ہین ۔ بعض لوگون کا گمان ہے کہ اصحاب کہف اسی مین ہین ۔ حالانکہ صحیح یہ ہے کہ وہ بلاد روم مین ہین جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کرینگے ۔ کثیر شاعر کے قصیدے مین یہی بلقا کا رقیم مراد ہے ۔ یزید بن عبد الملک اسی مین اترا کرتا تھا شعراء نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے ....

بعض لوگ کہتے ہین کہ بلقا ہی مین جو ارض عرب مین واقع ہے نواح دمشق مین ایک گانون ہے جس کی نسبت اُن کا گمان ہے کہ وہی کہف ہے اور رقیم عمان کے قریب ہے ان لوگون کا یہ بھی گمان ہے کہ دقیانوس کا شہر یہی عمان ہے

[1] معجم البلدان (طبع مصر) ج ۴ ص ۲۷۴ ۔ وطبع یورپ ج ۲ ص ۸۰۵ ۔

[2] معجم البلدان ۔ ج ۴ ص ۲۷۵ ۔ کہا جاتا ہے کہ دقیانوس اس بادشاہ کا نام تھا جس کے عہد مین اصحاب کہف نے شہر رقیم کے غار مین پناہ لی تھی ۔

علامۂ موصوف کی رائے مین گو یہ رقیم اصحاب کہف والا رقیم نہیں ہے مگر افسوس ہے کہ اس انکار کی انھون نے دلیل نہین دی۔ رومہ والے کہف و رقیم کی جو کہانی نقل کی ہے وہ اسقدر خرافات مین آلودہ ہے کہ آج تک علماے آثار کو اس کی تحقیقات مین کامیابی نہ ہوسکی۔ بطرا کی طرح رومن امپائر کی تاریخ کچھ مجہول نہین ہے کہ یورپین مورخ اتنے بڑے واقعہ سے خاموش رہتے۔ علامۂ ابن جریر طبری نے رقیم کے متعلق گو کئی قول نقل کیے ہین اور خود اُن کی رائے یہ ہے کہ رقیم سے لوح مرقوم مراد ہے مگر جب حضرت ابن عباس جیسے بزرگ صحابی کا یہ قول موجود ہے کہ الرقیم وادٍ بین عسفان وایلة دون فلسطین وھو قریب من ایلة۔ [۱] (رقیم ایک وادی کا نام ہے جو شہر عسفان و ایلہ کے درمیان فلسطین کے اُدھر واقع ہے۔ یہ وادی ایلہ کے قریب ہے) تو کیا سبب ہے کہ ہم اس کو ملک روم کا ایک مقام مانین اور عرب کا نہ مانین۔ (عسفان۔ ایلہ۔ بلقا۔ عمان۔ یہ سب ارض فلسطین کے حدود مین واقع ہین۔ معجم البلدان۔ جلد ۶ صفحہ ۳۹۶۔ اس لیے تسلیم کرلینا چاہیے کہ رقیم کا موقع و محل بھی یہین کہین ہوگا) قرآن مین اُمم سابقہ کے واقعات اہل عرب کی عبرت کے لیے مذکور ہین اور اسی لیے زیادہ تر عرب قدیم یا بنی اسرائیل کے حالات ہین جن کا عرب سے قدیمی تعلق تھا۔ ہندوستان و ایران و روم سے نہ عرب کو علاقہ تھا اور نہ ان اقوام سے اُن کو دلچسپی تھی۔ ایسی حالت مین یہ بالکل بے محل بات تھی کہ قرآن رومن امپائر کے ایک ایسے واقعہ کو عرب کے روبرو پیش کرتا جس سے وہ ذرا بھی آشنا نہ تھے۔

[۱] تفسیر ابن جریر۔ جلد ۱۰۔ ص ۱۲۲۔

قرآن میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔ سورۂ کہف میں ہے :-

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ
الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝
اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ
فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ
رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝
فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ
سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ
اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝
نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ
اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ
هُدًى ۝ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا
فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ
نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا
هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ
اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ
بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝

کیا تیرا گمان ہے کہ اصحاب کہف و رقیم
ہماری نشانیوں سے زیادہ تعجب انگیز تھے؟
جب ان جوانوں نے غار میں پناہ لی تو کہا
اے پروردگار ہم پر رحم کر اور ہمارے کام
کو درست کر دے۔
ہم نے اُن کو غار میں کتنے برس سُلا رکھا۔
پھر ہم نے اُٹھایا اُنھیں تاکہ ظاہر کریں کہ
دونوں جماعتوں میں سے مدت قیام کا خوب
گننے والا کون ہے۔ ہم تمھیں اُن کا واقعی
قصہ سناتے ہیں اصل میں یہ لوگ خدا پر ایمان لائے
تھے اور ہم نے اُنھیں زیادہ ہدایت کی تھی ہم نے
ان کے دلوں میں ربط دے رکھا تھا۔ وہ جب کھڑے
ہوئے تو کہا کہ ہمارا پروردگار آسمان و زمین کا پروردگار ہے
ہم اُس کے علاوہ کسی اور کو ہرگز معبود کہہ کر نہ پکاریں گے
ایسا ہم کہتے ہوتے تو فضول بات ہوتی۔ ہماری اس قوم
نے خدا کے سوا اور معبود تو بنا رکھے ہیں کوئی واضح
دلیل اس پر کیوں نہیں لاتے؟ اُس سے ظالم
اور کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ باندھتا ہے

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ؕ وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ

اُن سے اور اُن کے ماسولے خدا معبودون سے جب تم کنارہ ہو لیے تو غار مین آ جاؤ کہ پروردگار تمھارا اپنی رحمت وسیع کرے اور آسایش کی صورت بہم پہونچا دے۔ تم دیکھوگے کہ آفتاب جب طلوع ہوتا ہی تو اُن کے غار سے داہنے طرف جھک جاتا ہی اور جب ڈوبتا ہے تو بائین جانب کترا جاتا ہی اور وہ کشادہ میدان کے بیچ مین ہین۔ یہ بات خدا کی نشانیون سے ہے۔ خدا جسکی ہدایت کرے۔ اُسی کی ہدایت ہوتی ہے اور جس کو گمراہ کر دی تو اُس کے لیے کوئی راہ بتانے والا دوست تمھین ہرگز نہ ملیگا۔ تم تو گمان کروگے کہ وہ جاگتے ہین حالانکہ وہ سو رہے ہین ہم داہنے بائین ان کی کروٹین بدلا دیتے ہین۔ اُن کا کتا اپنے دونون آگے والے پاؤن غار کے دہانہ مین پھیلائے ہوئے ہے۔ اگر تو اُنھین جھانک کر دیکھے تو بھاگ جائے اور مرعوب ہو جائے ہم نے اسی طرح سے اُن کو اُٹھایا کہ باہم ایک دوسرے سے پوچھین ایک نے کہا تم کتنا رہے ؟ انھون نے جواب دیا کہ ایک دن یا دن کا

قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوْا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَا اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْا اِذًا اَبَدًا ۝ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا، اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا، رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ، قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ..... (الى ان قال) ..... وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا، لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖ اَحَدًا

کچھ حصہ۔ انھون نے کہا پروردگار تمھارا خوب جانتا ہی جتنا تم رہی۔ ایک آدمی کو روپیہ لیکر شہر کو بھیجا کہ دیکھو کون پاکیزہ کھانا ہی جسمین سی تمھاری پاس رزق لائے۔ اُس کو نرمی کے ساتھ باتین کرنی چاہیئین اور کسی کو تمھاری حال کی اطلاع نہ دینی چاہیئے اگر وہ تم پر غالب آئے تو تم کو سنگسار کر ڈالینگے یا پھر اپنے مذہب مین واپس لائین گے اور تم اُس وقت ہرگز کبھی نہ چھوٹو گے۔ وہ وقت یاد کرو جب اہل شہر آپس مین اپنی کام کے لیے جھگڑ رہے تھی۔ انھون نے کہا کہ اصحاب کہف کے اوپر ایک عمارت بنا دو، پروردگار ان کا خوب جانتا ہے اُن کو، اپنے کام پر جو لوگ غالب آئے تھی اُنھون نے کہا کہ ہم ان کے اوپر ایک مسجد بنا دینگے ....

(پھر سلسلہ کلام مین ارشاد ہوتا ہی) .... اصحاب کہف اپنی غار مین تین سو برس رہے اور نو برس بڑھ گئے کہدو کہ خدا خوب جانتا ہی اُن کے قیام کی مدت کو، آسمان و زمین کا علم اُسی کے لیے ہے کیا خوب دیکھنے والا ہی ساتھ اُس کے اور کیا خوب سننے والا ہی ان لوگون کے لیے خدا کے علاوہ اور کوئی دوست نہین اور خدا کسی دوسری کو اپنی حکم

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ رقیم کے لوگ کافر تھے کچھ لوگ ایمان لائے تو انھین ستانا شروع کیا۔ ان غریبون نے بھاگ کر ایک دَرے مین پناہ لی۔ ساتھ مین ایک کتا بھی تھا۔ کھوہ کے اندر گئے اور سو رہے۔ جاگے تو بھوک لگی اور ایک شخص سے کہا کہ شہر سے جا کر کچھ کھانے کو لاؤ لیکن ایسا نہ ہو کہ کوئی پہچان لے۔ اتفاق سے شہر والے جان گئے۔ ان مین بھی دو فریق تھے۔ فریق غالب کی راے ہوی کہ اس غار کے اوپر مسجد بنا دی جائے۔ وہ جوان پناہ گیر جن کا ملجا تھا اُس کا موقع و محل اس طرح کا تھا کہ آفتاب سامنے نہین پڑتا تھا اس لیے دن بھر دھوپ سے محفوظ رہتے تھے صرف شام کو ڈوبتے وقت کی ہلکی دھوپ آتی تھی۔ یہ مطلب اس لیے زیادہ چسپان ہے کہ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ مین قرض کے معنی مقابل مین آنے کے ہین (القرض والحذو بمعنی واحد) یعنی قرض اور سامنے آنا دونون کا ایک ہی مفہوم ہے[1] علیٰ ہذا القیاس لفظ فجوہ جو آیت وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ مین واقع ہے جسکے اس کا ترجمہ جگہ کا داخلی حصہ کیا ہے جس سے مراد کھوہ یا درہ ہے سبب یہ ہے کہ حضرت سعید بن جبیر و مجاہد رضی اللہ عنہما نے اسی فجوہ کے معنی المکان الداخل روایت کئے ہین[2]۔ کروٹ بدلنے کا مطلب بھی صاف ہے جب ہر ایک کام مین خدا کا ہاتھ ہو تو اس خفیف تبدیل ہیات مین استثنا کیون کر ہوتا۔ لوگون کا گمان تھا کہ اصحاب کہف تین سو برس یا تین سو نو برس غار مین رہے قرآن نے اس کو غلط ثابت کر کے اصول یہ بتایا کہ خدا عالم الغیب کے سوا اور کوئی صحیح مدت سے واقف نہین ہے۔ قتادہ و ابن مسعود وغیرہ کی روایتون کا یہی مفہوم ہے کہ مدت کی تعیین لوگون نے کر رکھی تھی مگر خدا نے فرمایا کہ سب غلط ہے اس واقع کا علم کسی کو نہین ہے۔ مفسرین نے اس قصہ مین بڑا طومار پھیلا رکھا ہے مگر ظاہر ہے کہ قرآن ان کی خیال آرائیون کا کیونکر ذمہ دار ہو سکتا ہے۔

اس سلطنت کے آثار بین متعدد سکّے ملے ہین جو یورپ کے عجائب خانون مین محفو ظ

---

[1] تفسیر ابن جریر جلد ۱۵ صفحہ ۱۳۰ و ۱۳۱۔ [2] تفسیر ابن جریر جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۲۔

ہین۔ ٹوٹی پھوٹی عمارتون کے نشانات بھی قائم ہین جن بین ایک پتھر سے تراشی ہوئی غار کے طرز کی عمارت بھی ہے جس پر خط نبطی کے کئی کتبے ہین *

تدمر کی سلطنت

دارالسلطنت تدمر دمشق سے شمال و مشرق کے رخ ڈیڑھ سو میل کی مسافت پر واقع تھا پہلی صدی عیسوی کے آغاز مین رومن امپائر کے سپہ سالار انطونی نے اس کو فتح کرنا چاہا مگر ناکام رہا۔ طرفین سے جدوجہد جاری رہی اور آخر سنہ ۱۳۰ء مین ایڈرین نے اس کو زیر اثر بنالیا۔ سنہ ۲۵۸ء مین ولیرین قیصر روم جب شہنشاہ شاپور بادشاہ ایران کے مقابلہ کو جا رہا تھا تو راستہ تدمر سے تھا۔ اذینہ کو جو اُن دنون تدمر کا بادشاہ تھا شہنشاہ نے خلعت اور تحائف عنایت کیے لیکن اذینہ نے پروا بھی نہ کی۔ اتفاق سے جنگ کا نتیجہ رومیون کے خلاف نکلا اور شاپور نے عین معرکہ جنگ مین قیصر ولیرین کو گرفتار کر لیا۔ اذینہ کی خواہش تھی کہ شاپور اُس سے امداد کی درخواست کرے تو ارض شام کو رومیون سے چھین لے شاپور کو اطلاع ملی تو اُس کو یہ کارروائی کچھ مشتبہ سی نظر آئی۔ اذینہ اس بدگمانی پر نہایت ناراض ہوا اور رومیون سے ملکر اس زور وشور سے فوجکشی کی کہ ایرانی لشکر کو بھاگتے بن پڑی۔ شاپور نے جتنے شہر فتح کیے تھے سب واپس لیے اور دارالسلطنت مدائن کا دو مرتبہ محاصرہ کر کے ایرانی ناظم کا قافیہ تنگ کر دیا۔ اُس کا لقب ملک الملوک (شہنشاہ) تھا۔ سنہ ۲۶۴ء مین رومیون نے بھی اُس کی گورنری تسلیم کرلی۔ شاہزادی زینوبیا (زینب) اُسی کی بیوی تھی۔ اس شاہزادی کا اصلی نام زبا۔ یا بنت زبا۔ تھا۔ اُس کے

اس کے شاہانہ کر و فر - بہادری - استقلال حسن سیاست اور جہانگشی کی داستانیں وہی تاریخ میں اب تک مشہور ہیں سنہ ۲۶۷ء میں جب اذینہ مرگیا تو اس کا بیٹا وہب اللات حکمران ہوا - مگر چونکہ نابالغ تھا اس لیے ماں (زینوبیا) وصی و سرپرست مقرر ہوئی اور بیٹے کی طرف سے حکومت کرنے لگی زینوبیا نے اور یلین قیصر روم کے خلاف علانیہ خودمختاری کا علم بلند کیا اور اپنے بیٹے وہب اللات کے لیے اغسطس (آگسٹس) کا لقب تجویز کیا جو قیاصرہ روم کا خاص شاہی لقب تھا۔ معرکہ جنگ میں اس نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن قیصر کی حکمت عملی نے لے دے کر عربی فوج میں پھوٹ ڈال دی اور آخر سنہ ۲۷۳ء میں تدمر فتح ہوگیا۔

اہل عرب کا بیان ہے کہ تدمر کی بانی تدمر نامے ایک شاہزادی تھی، جو حسان بن اذینہ بن سمیدع بن عملیق کی لڑکی تھی[1] اس روایت کا منشا یہ ہے کہ تدمر کی آبادی عمالقہ نے قائم کی اور ظاہر ہے کہ عمالقہ عرب تھے - تدمر کے اصلی خاندان عموماً بدوی الاصل تھے اور عمالقہ کے بقایا چلے آتے تھے[2]

زینوبیا کے عہد کی کئی یادگاریں اس وقت تدمر میں موجود ہیں - (۱) ہیکل آفتاب یا ہیکل بعل - یہ مربع ہیئت کی ایک عمارت ہے جس کا ہر ضلع ۷۴۰ فٹ کا ہے اور ۷۰ فیٹ کی اونچی ایک دیوار اس کو احاطہ کیئے ہوئے ہے - (۲) رواق اعظم - یہ ایک عجیب و غریب عمارت ہے کہا جاتا ہے کہ ساڑھے سات سو ستونوں پر استادہ تھی جن میں ڈیڑھ سو ستون اب تک قائم ہیں (۳) گورستان مستطیل گنبد کی وضع کے قریباً ایک سو مدفن

---

[1] معجم البلدان - جلد ۲ - صفحہ ۳۶۹ -

[2] ابن خلدون - جلد ۲ - صفحہ ۲۵۹ -

شہر کے اِدھر اُدھر جا بجا واقع ہین۔

اسلامی تمدن کے ابتدائی عہد مین تدمر کی عمارتون کی شان و شوکت ایک بڑی حد تک قائم تھی۔ عمارتین چونکہ نہایت شاندار تھین اس لیے عوام مین مشہور تھا کہ حضرت سلیمان کے جنون کی یہ تعمیر ہے۔ لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ عوام جب کسی عجیب و غریب عمارت کو دیکھتے ہین اور اُس کے بانی سے واقف نہین ہوتے تو حضرت سلیمان یا جن و پری کو اُس کا بانی فرض کر لیتے ہین[۱]۔ پتھر کی دو مورتین ایسی حسین بنی ہوئی شہر مین نصب تھین کہ متعدد شعراے عرب نے اُن سے تشبیب کی ہے اور ان کی مدح مین قصائد لکھے ہین[۲]۔

یمن کی سلطنت

ارض یمن مختلف اوقات مین متعدد سلطنتون کے لیے مشہور رہا ہے جن مین تو مختلف سلطنتون کے تذکرے یونانی کتابون مین بھی موجود ہین:-

(۱) المعینیون (معین کی سلطنت) Minaei

(۲) السبائیون (قوم سبا کی سلطنت) Sabaei

(۳) الحمیریون (قوم حمیر کی سلطنت) Homeritae

(۴) الجبائیون (باشندگان جبا کی سلطنت) Cebantae

---

[۱] معجم البلدان۔ جلد ۲۔ صفحہ ۳۶۹۔

[۲] معجم البلدان۔ جلد ۲۔ صفحہ ۳۷۰ و ۳۷۱۔

(۵) القرنیون (باشندگان القریہ کی سلطنت) Carraei
(۶) القتابیون (باشندگان قتاب کی سلطنت) Catabani
(۷) العمانیون (باشندگان عمان کی سلطنت) Omanitae
(۸) الظفاریون (باشندگان ظفار کی سلطنت) Sappharitai
(۹) الحضرمتیون (اہلِ حضرموت کی سلطنت) Chatramotitae

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی سلطنتیں مختلف اوقات میں قائم ہوئیں اور کچھ روز نمود دکھاکر فنا ہوگئیں۔ ہماری تاریخ کا دائرہ صرف چند سلطنتوں کے لیئے وسیع ہوسکتا ہے۔

سبا کی سلطنت

سلطنت ۱۱۵ قبل مسیح تک قائم تھی۔ یورپ کا خیال ہے کہ ۸۰۰ ق م اس کے آغاز کا زمانہ ہے لیکن جب ہم کو معلوم ہے کہ حضرت سلیمانؑ نویں صدی قبل مسیح میں تھے اور ملکہ سبا سے اُن کی ملاقات ہوئی تھی تو اس سلطنت کی ابتدائی تاریخ دور جا پڑتی ہے، اس لیے کہ حضرت سلیمان کے عہد میں اس سلطنت کا شباب تھا عرب کی قومی روایتیں بتاتی ہیں کہ ۴۸۴ برس اس سلطنت کے ایک پادشاہ نے حکومت کی[1] جس کا مطلب غالباً یہ ہوگا کہ اتنے زمانہ تک اس پادشاہ کے خاندان میں سلطنت رہی لیکن اس سلطنت کے جس قدر سلاطین کے نام اب تک آثار قدیمہ کے ذریعہ سے معلوم ہو چکے ہیں ان کی بنا پر اس سلطنت کی مدت کم از کم سات سو برس ماننی پڑے گی۔ گلاسر نے اپنی انتہائی کوشش اس کی تحقیقات میں صرف کی تھی اُس کی رائے میں ۱۱۵ ق م تک یہ سلطنت باقی تھی[2]۔

[1] مروج الذہب للمسعودی۔ جلد ۱ ص ۱۹۳ (طبع مصر سنہ ۱۹۰۸ء)

[2] Glaser, Abh 30

نقوش اور کتابے اِس سلطنت کی عظمت کے گواہ ہین۔ زبان گو عربی ہے مگر موجودہ عربی سے بڑا فرق ہے۔ سلاطین کے خاص خاص لقب ہین۔ مثلاً

(۱) وتار (جس کے معنی عظیم کے ہین)

(۲) ببین (ممتاز۔ بیّن)

(۳) ذرح (شریف)

(۴) بومنعم (محسن۔ منعم)

(۵) ینوف (بلند مرتبت)

قرآن نے ضمناً اِس سلطنت کی شان وشوکت کے تذکرے بھی کیے ہین۔ سورہ سبا مین ہے :۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ڛ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ

قوم سبا کے لیے اُن کے گھرون مین دو ہرے باغ داہنی جانب اور بائین جانب بطور نشانی کے تھے کھاؤ اپنے پروردگار کی روزی سے اور شکر کرو اسکا۔ شہر ہے پاکیزہ اور پروردگار ہے بخشنے والا۔ اُنھون نے مونھ پھیر لیا تو ہم نے اُن پر سیل عرم (زور کا سیلاب) بھیجا اور بدل دیا ہم نے اُن کے دونو باغون کو دو بد مزہ میوے کے باغون اور جھاؤ اور کچھ تھوڑی سی بیر سے۔ یہ بدلہ دیا ہمنے اُن کو بسبب اِس کے کہ کفر کیا اُنھون نے اور نہین جزا دیتے ہم مگر ناشکر کو۔ ہم نے اُن کے اور اُن بستیون کے درمیان جنھین ہم نے برکت دی تھی اُن کے لیے

قَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ٥ فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ٥ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ٥ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ٥

کھلی بستیاں بنائیں اور مقرر کردی تھیں ہم نے ان میں سرائیں شب و روز اُن میں امن سے سیر کرو۔ پس کہا اُنھوں نے کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے سیاحتوں کی مسافت میں دوری ڈال دے، اُنھوں نے اپنی جانوں پر (خود) ظلم کیا تو ہم نے (بھی) ان کو افسانہ بنا ڈالا اور بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، اس میں نشانیاں ہیں صبر و شکر کرنے والے کے لیے۔ البتہ ابلیس نے اپنا گمان اُن پر سچا کیا، پس پیروی اُسکی کی مگر ایک فرقہ نے ایمان والوں سے اور نہیں تھا اس کے واسطے ان پر کچھ غلبہ مگر اس لیے کہ ظاہر کریں ہم اُس شخص کو کہ ایمان لاتا ہے ساتھ آخرت کے اس شخص سے کہ وہ آخرت سے شک میں ہے اور تیرا پروردگار ہر چیز کا نگہبان ہے۔

سیل عرم جس کا اس آیت میں تذکرہ ہے اُس کے متعلق کسی قدر توضیح کی حاجت ہے اس لیے کہ جبتک قدیم تاریخ کی جدید اکتشافات سے تطبیق نہ دی جائے اصلی حالت ذہن نشین نہیں ہوتی ؂

سیل عرم

عرب میں پانی کی ہمیشہ سے کمی تھی۔ زراعت کے لیے آب پاشی یون کہ ناگزیر ہے

اس لیے مناسب مقامات پر بڑے بڑے بند باندھ رکھے تھے جن میں بارش کا پانی ہمیشہ جمع رہتا تھا۔ اس بند کا اصطلاحی نام سد ہے۔ عرب میں اس قسم کی بہت سی سدین تھیں۔ ایک قدیم شاعر کا قول ہے

وبالبقعة الخضراء من ارض یحصب ثمانون سدًا تقذف الماء سائلا

سرزمین یحصب کے سرسبز خطہ مین ۸۰ بند ہین جو آب روان کو روکے ہوے ہین

ارض یحصب یمن کے ایک خاص حصہ کا نام ہے جسمین قصر ریدان وغیرہ مشہور عمارتین واقع تھین[1]۔ جس ملک کے ایک ضلع مین ۸۰ بند ہون تو سارے ملک مین کتنے بند ہون گے۔

(عرم ایک خاص بند کا نام تھا جسے سلطنت سبا کے مشہور سلاطین نے تعمیر کرایا تھا) یمن کے قدیم شہر مارب مین دو پہاڑیان واقع ہین جن کو بلق کی پہاڑیان کہتے ہین۔ یہ عظیم الشان تاریخی بند انھین پہاڑیون کے درمیانی حصہ مین تھا۔ بند اور شہر کے مابین تین سو میل مربع کوہستانی زمین تھی[2]۔ پہلے یہ زمین بالکل بنجر تھی مگر اس بند کی وجہ سے باغ وبہار ہوگئی اور تمام رقبہ مین کوئی حصہ غیر مزروع نہین رہ گیا۔ اصل مین یہ ڈیڑھ سو گز کی ایک دیوار تھی جو مشرقی جانب سے مغربی رخ تک آٹھ سو فٹ طول مین اور ڈیڑھ سو فیٹ عرض مین تھی۔ بلندی مین دس سے انیس ۱۹ گز تک اس کا ارتفاع تھا۔ ہزارون برس گزرنے پر بھی اس بند کا ایک ثلث حصہ اب تک بدستور ہے۔ خط مسند مین اس پر متعدد کتابے ہین۔ ایک کتابے کا مضمون یہ ہے کہ "بشمر یہرحب بن

---

[1] معجم البلدان۔ جلد ۸ صفحہ ۵۰۰۔

[2] O.M.O. (1897) 127.

بن سمعلی ینوف کرب سبا نے کوہ بلق مین شگاف کرکے آبپاشی کی سہولت کے لیے یہ دیوار بنائی[1] یہ بادشاہ اسی سلطنت (سبا) کا فرمانروا تھا اُس کا زمانہ ولادت مسیحؑ کے آٹھ سو برس قبل ہے۔ اس وقت سے اب (۱۹۰۹ء) تک اس کی تعمیر کو دو ہزار آٹھ سو نو برس ہو چکے ہین۔ موسیو گلاسر نے بہت سی کتابون کی عبارتین نقل کی ہین جن سے معلوم ہوتا ہی کہ مختلف اوقات مین کئی پادشاہون کی کوشش سے اِس بند کی تکمیل ہوئی۔ علامہ ہمدانی نے چوتھی صدی ہجری مین اِس بند کی زیارت کی تھی۔ انھون نے جو چشم دید واقعات لکھے ہین اُن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن نے جنتان عن یمین وشمال کی جو خبر دی ہے وہ واقع مین صحیح ہے اور اُس کے آثار اُس وقت بھی موجود تھے[2]۔ قدیم عربی روایتون کا مفہوم یہ ہے کہ چوہون نے اس عظیم الشان دیوار مین سوراخ کر دیا جس سے اتنا بڑا سیلاب آیا کہ سارا ملک غرق ہوگیا۔ اور جو چند قبائل کسی طرح بھاگ سکے وہ دوسرے ملکون مین جا کر آباد ہوے۔ لیکن قرآن سے اِس کی تائید نہین ہوتی صرف اتنا معلوم ہوتا ہی کہ سلطنت سبا کا ظاہری شان وشکوہ تو نہایت رونق پر تھا لیکن قوم خدا پرست نہ تھی جب ارشاد وہدایت کا کوئی نتیجہ نہ نکلا تو خدا نے کسی طرح بند عرم کو جس مین پانی کا خزانہ تھا توڑ دیا اور اس زور کا سیلاب آیا کہ سب کو بہا لے گیا۔ اِس غرقابی کے بعد بھی کچھ لوگ زندہ رہے مگر ملک مین زندہ دلی کے وسائل باقی نہین رہے تھے۔ مجبور ہوکر قریب کے شاداب ممالک مین جن کی خیر وبرکت (سرسبزی وسیر حاصلی) پر بارکنا فیہا کی شہادت موجود ہے ہجرت کر گئے۔ آمنین سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقل مکان مفید ونفع بخش تھا مگر

[1] muller Burg II. 13.

[2] muller Burg II. 83.

اہل عرب چونکہ طبعاً سیاحت پسند اور دور دور سفر کے خوگر تھے اس لیے اقتضائے طبیعت نے غریبی ممالک مین انھین رہنے نہ دیا۔ باعث بن اسفار نا کا خیال پیدا ہوا اور سفر دور دراز کو چل کھڑے ہوئے لیکن توفیق نے یاوری نہ کی اور تباہ ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ اس آخری تباہی کے قبل کچھ لوگ ایمان بھی لائے تھے جو ان ہولناک نتائج کے اثر سے محفوظ رہے ہونگے۔

مشہور ملکہ بلقیس اسی سلطنت کی حکمران تھی اور حضرت سلیمان کا قصہ اُسی سے متعلق ہے اللہ تعالی نے بھی سورہ نمل مین اس قصہ کا تذکرہ کیا ہے۔ قرآن مین ہے:-

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ، لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ، فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ، إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ، وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ أَلَّا يَسْجُدُوا

سلیمان نے پرند کی خبر لی تو کہا کیا سبب ہے کہ مین ہدہد کو نہین دیکھتا یا ہے وہ غائبون سے، البتہ عذاب کرون گا مین اُس کو عذاب سخت یا ذبح کرونگا یا یہ کہ لے آئے میرے پاس کوئی دلیل واضح، ہدہد تھوڑی دیر ٹھیرا اور پھر کہا مین نے وہ بات جان لی جو تم نہیں جانتے اور مین لایا ہون تمھارے پاس سبا کی حقیقی خبر۔ میں نے ایک عورت کو اس قوم کی حکومت کرتے پایا جسے ہر چیز حاصل ہے اور اسکے ایک بڑا تخت بھی ہے مین نے اُس کو اور اس کی قوم کو خدا کے سوا آفتاب کا سجدہ کرتے پایا ہے۔ شیطان نے زینت دی رکھی ہے کہ وہ اپنے کامون کو اچھا سمجھ رہے ہین، راہ سے انھین الیاروک رکھا ہے کہ وہ راہ نہین پاتے

لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِیْمِ ۝ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ
اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝ اِذْهَبْ
بِّكِتٰبِیْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَیْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ
عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا یَرْجِعُوْنَ ۝ قَالَتْ
یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّیْۤ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ
كَرِیْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلَّا
تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝ قَالَتْ
یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِیْ فِیْۤ اَمْرِیْ مَا كُنْتُ
قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰی تَشْهَدُوْنِ ۝ قَالُوْا
نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ
وَّالْاَمْرُ اِلَیْكِ فَانْظُرِیْ مَاذَا تَاْمُرِیْنَ
قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً
اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً
وَكَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ۝ وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ
اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ یَرْجِعُ

کہ اُس خدا کا سجدہ کریں جو آسمان و زمین میں چھپی
چیزوں کو نکالتا ہے اور جو چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو
سب کو جانتا ہے وہ اللہ ہی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود
نہیں عرش عظیم کا پروردگار وہی ہے سلیمان نے کہا
اب دیکھیں گے ہم کہ سچ کہا تو نے یا ہے تو جھوٹوں سے
میرے اس خط کو لے جا کر انھیں دیدے اور واپس چلا آ
دیکھ تو کیا جواب دیتے ہیں، عورت بولی کہ اے سردارو
میرے پاس عالی نامہ آیا ہے اور وہ سلیمان کی طرف سے
ہے اور اس کا مطلب یہ ہے "آغاز کلام بخشش کرنے
والے مہربان خدا کے نام سے ہے۔ مجھ سے سرکشی
نہ کرو اور مسلمان ہو کر میرے پاس چلے آؤ" اے
سردارو مجھے اس معاملہ میں جواب دو جب تک تم حاضر
نہ ہو میں کسی کام کا فیصلہ نہیں کرتی۔ اُنھوں نے کہا
کہ ہم طاقت والے اور سخت لڑائی کرنے والے ہیں
تجھے اختیار ہے غور کر لے، کیا حکم کرتی ہے۔
عورت نے کہا کہ سلاطین جب کسی بستی میں داخل
ہوتے ہیں تو اسے خراب کر ڈالتے ہیں اور اس کے
عزت والوں کو ذلیل بنا دیتے ہیں اسی طرح یہ بھی کرینگے
میں ان کو تحفہ بھیجنے والی ہوں دیکھتی ہوں کہ سفیر

أَلْمُرْسَلُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَٰنَ
قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِ اللَّهُ
خَيْرٌ مِمَّا آتَاكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ
تَفْرَحُونَ ۝ اِرْجِعْ إِلَيْهِمْ بِجُنُودٍ
لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا
أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ۝ قَالَ
يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا
قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝ قَالَ
عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ
أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ
لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ۝ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ
عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ
بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ
فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ
هَٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي
أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ، وَمَنْ شَكَرَ
فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ

کیسے پھرتے ہیں - سفیر جب سلیمان کے پاس آیا
تو سلیمان نے کہا کہ کیا تم مال سے میری مدد کرتے
ہو، خدا نے مجھے تم سے بہتر دیا ہے، بلکہ تمھیں
اپنے تحفہ سے خوش ہوتے ہو، واپس چلا جا اُن کی
طرف، ہم ایسی فوجیں لے کر آئینگے کہ وہ اُن کا
مقابلہ ہی نہ کر سکینگے، یہاں سے انھیں ذلیل بنا کر
ہم نکال دینگے اور وہ رسوا ہو کر رہینگے - سلیمان نے
اپنے سرداروں سے خطاب کر کے کہا کہ تم میں کون
ایسا ہے کہ اُن کے مسلمان ہو کر آنے سے پیشتر
اُس عورت کا تخت اُٹھا لائے ایک عفریت[1] نے
جنوں میں سے کہا کہ قبل اس کے کہ تم اپنی جگہ سے اُٹھو
میں اسکو تمھارے پاس لائے دیتا ہوں اور میں
اس پر زور آور و با امانت ہوں جس شخص کو علم کتاب
حاصل تھا اُس نے کہا کہ تمھاری نظر جھپکنے سے قبل ہی
میں حاضر کیے دیتا ہوں سلیمان نے جب تخت کو
اپنے پاس دیکھا تو کہا کہ یہ میرے پروردگار کے فضل سے ہے
تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو کوئی
شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی لیے شکر کرتا ہے اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے

[1] عفریت وہ شخص جو کسی بات یا کام کو حد تک پہنچا دے اور نہایت رسا و زیرک و کارگزار ہو - منتہی الارب

فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ کَرِیْمٌ ○ قَالَ
نَکِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْ
اَمْ تَکُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ
فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰکَذَا عَرْشُكِ
قَالَتْ کَاَنَّهٗ هُوَ، وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ
مِنْ قَبْلِهَا وَکُنَّا مُسْلِمِیْنَ، وَصَدَّهَا
مَا کَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ،
اِنَّهَا کَانَتْ مِنْ قَوْمٍ کٰفِرِیْنَ ○
قِیْلَ لَهَا ادْخُلِی الصَّرْحَ، فَلَمَّا
رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّکَشَفَتْ عَنْ
سَاقَیْهَا، قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ
قَوَارِیْرَ، قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ
نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

تو میرا پروردگار بے نیاز صاحب کرم ہے کہا کہ
اس عورت کے لیے اُس کے تخت کو بدل ڈالو
دیکھین ہم راہ پاتی ہے یا ہوتی ہے اُن لوگون سے
کہ نہین راہ پاتے۔ عورت جب آئی تو کہا گیا کہ آیا
اسی طرح کا تیرا تخت ہے، اُس نے کہا گویا کہ یہ وہی ہے
اور ہم دیے گئے تھے علم پہلے اس سے اور ہم ہوئے تھے
ہم مسلمان۔ سلیمان نے اُس کو غیر خدا کی پرستش
سے منع کردیا وہ کافرون کی قوم سے تھی۔ اس سے
کہا گیا کہ محل کے اندر آ۔ اُس نے جو دیکھا تو سمجھی
گہرا پانی ہے اور دونون پنڈلیان کھول
دین سلیمان نے کہا یہ تو شیشون سے منڈھا ہوا
محل ہے۔ عورت بولی کہ اے میرے پروردگار
مین نے اپنی جان پر ظلم کیا اور مین سلیمان کے
ساتھ پروردگار عالم کی مطیع ہوئی ؛

ان آیتون مین کوئی مشتبہ بات نہین ہے جس کی تاویل کی ضرورت ہو۔ ہان ایک بات ظاہر بینون کو ضرور کھٹکیگی۔ ایک بڑے تخت کا ایک ایسی مدت مین جس کی حد مین نظر جھپکنے کے دائرہ سے متجاوز نہ ہون۔ اُٹھا لانا بظاہر خلاف عقل نظر آتا ہے لیکن انھین مطمئن ہوجانا چاہیے کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے اس سے بڑی جلدی کے معنی مراد لیے ہین امام رازی فرماتے ہین۔

اختلفوا فی قوله "قبل ان یرتد الیك طرفك" علیٰ وجہین. الاول انه اراد المبالغة فی السرعة کما تقول لصاحبك افعل ذلك فی لحظة و هذا قول مجاهد[1]۔

آیت "قبل ان یرتد الیک طرفک" مین لوگون کو دو طرح پر اختلاف ہی۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے نہایت جلدی مراد لی ہے جس طرح تم اپنے ساتھی سے کہتے ہو کہ لحظہ بھر مین اس کام کو انجام دو۔ یہ قول مجاہد کا ہے[1]۔

توراۃ نے ملکۂ سبا (بلقیس) کی آمد کے قصہ کو ذیل کے الفاظ مین ادا کیا ہی[2]

"جب سلیمان کا شہرہ سبا کی ملکہ تک پہونچا تو وہ مشکل سوالون سے اُسے آزمانے آئی اور بڑے انبوہ کے ساتھ اورشلیم مین داخل ہوئی۔ اُس کے ساتھ بہت سے اونٹ تھے جن پر خوشبوئیان لدی تھین اور بہت سارا سونا تھا اور بیش قیمت جواہر تھے۔ اُس نے سلیمان کے پاس آکے جو کچھ اُس کے دل مین تھا سب کی بابت اُس سے گفتگو کی۔ سلیمان نے اُس کے سب سوالون کا جواب دیا۔ سلیمان سے کوئی چیز پوشیدہ نہ تھی جو اُس کے کسی سوال کا جواب نہ دیتا۔ جس وقت سبا کی ملکہ نے سلیمان کی دانشمندی اور اُس کے گھر کو جو اُس نے بنایا تھا اور اُس کے دسترخوانون کی نعمتون کو اور اُس کے خادمون کی نشست کا طور اور اُس کے ملازمون کی حاضر باشی اور اُن کی پوشاک کو اور اُس کے ساقیون اور اُن کے لباس کو اور اُس سیڑھی کو جس سے وہ خداوند کے مسکن کو چڑھ جاتا تھا دیکھا تو اُس کے حواس اُڑ گئے۔ اور اُس نے بادشاہ سے کہا کہ یہ تحقیق خبر تھی جو مین نے تیرے کامون اور تیری دانش کی بابت اپنے ملک مین سُنی تھی

---

[1] تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۵۶۶

[2] توراۃ۔ تواریخ۔ باب ۹۔ آیت ۱-۱۲۔

مگر جب تک مین نے آ کے اپنی آنکھون سے نہ دیکھا تھا تب تک اُن باتون کو باور نہ کیا تھا۔ دیکھ مین نے تیری حکمت کی زیادتی کی آدھی خبر نہ سنی تھی کیونکہ تو اُس شہرہ سے جو مین نے سُنا تھا برتر ہے۔ مبارک ہین تیرے لوگ اور مبارک ہین تیرے ملازم جو ہمیشہ تیرے حضور کھڑے رہتے ہین اور تیری حکمت سُنتے ہین۔ خداوند تیرا خدا مبارک ہو جو تجھ سے راضی ہے اور جس نے تجھ کو اپنی کرسی پر بٹھایا کہ تو خداوند اپنے خدا کی جگہ بادشاہ ہو اِس لیے کہ تیرا خدا اسرائیل کو پیار کرتا اور اُنھین ابد تک قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اُس نے تجھے اُن کا بادشاہ کیا کہ تو عدل و انصاف کرے۔ ملکہ نے ایک سو بیس قنطار سونا اور بہت سی خوشبوئیان اور قیمتی جواہر سلیمان کو دیئے۔ پھر ایسی خوشبوئیان کبھی میسر نہ ہوئین جیسی سبا کی ملکہ نے سلیمان بادشاہ کو دین۔ حورام کے نوکر اور سلیمان کے نوکر جو اوفیر سے سونا لائے صندل کے بہت سے درخت اور جواہر بھی لائے تھے۔ اور بادشاہ نے صندل کی لکڑی سے خداوند کے گھر کے لیے اور بادشاہ کے قصر کے لیئے سیڑھیان بنوائین اور کنارنین اور بربطین گانے والون کے لیے تیار کرائین ایسی لکڑیان یہوداہ کے ملک مین آگے دیکھنے مین نہیں آئی تھین سلیمان بادشاہ نے سبا کی ملکہ کو جو کچھ اُس نے مانگا اُس سے زیادہ جو وہ بادشاہ کے لیے لائی دیا۔ اور وہ اپنے ملازمون سمیت اپنی مملکت کو پھر گئی ۔"

آیت سوم کے الفاظ "وجس وقت سبا کی ملکہ نے سلیمان کی دانشمندی کو اور اُس گھر کو جو اُس نے بنایا تھا الخ" بتارہے ہین کہ صرح ممرد من قواریر کا واقعہ کوئی خیالی افسانہ نہین ہے۔ توراۃ نے صرف اُس کا اشارہ کیا ہے۔ مگر قرآن نے پوری توضیح کردی ہے۔ توراۃ نے اس تذکرہ کے بعد ہی ستر ہوین سے بیسوین آیت

تک تخت سلیمان کی کیفیت لکھی ہے۔ اِن آیات کو اگر قرآن کے مفہوم کے ساتھ
ملاکر دیکھا جائے تو خیال گزرتا ہے کہ شاید یہ تخت، تخت بلقیس کے نمونہ پر بنا ہو یا
ایّکم یاتینی بعرشہا الخ کا اس سے کوئی تعلق ہو جس کا تذکرہ تورات کی تباہی
کی وجہ سے نظر انداز ہو گیا ہے۔ ممکن ہے مستقبل اس پر کچھ روشنی ڈال سکے۔

یہودیوں کی کتاب "ترجوم" مین یہ واقعہ لفظ بلفظ مذکور ہے۔ البتہ اُس مین
بجائے "ہدہد" کے "مرغ" کا تذکرہ ہے لیکن یہ کوئی ایسا بڑا فرق نہین ہم اپنی کتاب
قصص القرآن مین اس تطبیق پر مفصل بحث کرینگے۔ واللہ الموفق

تبابعہ

ملوک سبا کے بعد شاہان حمیر کا زمانہ آتا ہے۔ یورپ کی رای مین اِس سلطنت کی
ابتدا ۱۱۵ قبل مسیح مین ہوئی۔ اور ۵۲۵ء مین خاتمہ ہو گیا لیکن اہل عرب اس سے بہت
زیادہ مدت بتاتے ہین۔ پہلے اِس سلطنت کے دو حصے تھے۔ ایک حصہ ارض سبا مین
حکمران تھا اور دوسرا حضرموت مین۔ حارث رائش جب حکمران ہوا تو اُس نے دونون
ملک فتح کر لیے اور ہر ایک قوم نے اس کی متابعت کی۔ اِسی مناسبت سے اس کا لقب
تبع پڑا[1]۔ اُس وقت سے بادشاہ ذوجدن کے عہد تک جو ذو نواس کے بعد فرمانروا
ہوا تھا قوم تبع کی حکومت رہی۔ حمزۂ اصفہانی کی رای کے مطابق ۲۶ تبابعہ نے حکومت
کی ہے جن کی حکومت ایک ہزار سات سو برس تک قائم رہی ہے۔ ایشیا و افریقہ کے

[1] تاریخ سنی الملوک لحمزۃ الاصفہانی (طبع لیبزیگ ۱۸۴۴ء) ص ۱۲۴۔

ایک بڑے حصہ کے فتوحات اس سلطنت سے منسوب کیے جاتے ہین۔

قرآن نے بھی اس سلطنت کی جانب اشارہ کیا ہے۔ قریش کو اپنی طاقت و کثرت پر بڑا ناز تھا۔ اللہ تعالی نے اِن عسم پر قوم تبع کی خیر و برکت کا زمانہ یاد دلا کر بتایا کہ آیا وہ تم سے بڑھ کر نہین تھی۔ جب اُن کی حشمت فنا ہو گئی تو تم کیا مغرور ہو۔[1]

اصحاب الاخدود کا واقعہ اسی سلطنت سے متعلق ہے۔ بادشاہ ذو نواس جس کا اصلی نام ذرعہ تھا مذہب کا یہودی تھا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب مسیحیت کی ابتدا ہو چکی تھی اور حضرت عیسیٰ ع کی اصلی تعلیمات کے جاننے والے موجود تھے۔ فیمیون نامے ایک عیسائی کے ذریعہ سے عرب مین بھی کچھ لوگ عیسائی مذہب کے پیرو ہو گئے۔ بادشاہ کو خبر ہوی تو اُس نے تبدیل مذہب پر اصرار کیا۔ اور جب لوگون نے نہ مانا تو زمین مین ایک بڑا سا گڑھا کھود کر اس مین آگ جلوائی اور تمام پیروان مسیح کو اُس آگ مین جھونک دیا۔ یہ بیچارے تھے تو کمزور مگر قوت ایمانی اس قدر زبردست تھی کہ مذہب بدلنے پر آگ مین جل جانے کو ترجیح دی۔ مورخین نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے۔[2]
واقعہ چون کہ عبرت خیز تھا اس لیے قرآن نے بھی تلمیح کی ہے۔ سورۃ البروج مین ہے:۔

قُتِلَ اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ، اِذْهُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ	قتل کیے گئے کھائیون والے (اخدود کے معنے کھائیون کے ہین) کہ آگ تھی بہت ایندھن والی جس وقت کہ وہ آگ پر بیٹھے تھے کفار جو کام ان ایماندارون کے ساتھ کر رہے تھے

[1] اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ؟ (کیا وہ بہتر ہین یا قوم تبع ؟)

[2] مفصل حالات تاریخ الکامل لابن الاثیر الجزری (طبع مصر ۱۳۰۳ھ) مجلد اول صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ مین دیکھو رہین

شُهُودٌ، وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ،

اُس پر حاضر تھے، اُنھوں نے اُن ایمانداروں میں اس کے علاوہ کوئی عیب نہیں نکالا تھا کہ یہ لوگ ایمان لائے ہیں خدا پر جو غالب و محمود ہے جس کے لیے آسمان و زمین کی بادشاہی ہے اور خدا ہر چیز پر شاہد ہے۔

اِن آیات کی تفسیر میں بہت سی لاطائل باتیں بھی مذکور ہیں لیکن مجاہد کی روایت کے مطابق یہ ضرور صحیح ہے کہ یہ واقعہ عرب کے مشہور شہر نجران میں پیش آیا تھا[1]۔ تاریخ سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے اور سب سے زیادہ یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ اِن غریبوں کو زندہ آگ میں جلانے کے واقعہ سے اعراب نجران اس قدر متاثر ہوئے کہ سب کے سب عیسائی ہو گئے[2] اور اُنھیں کا مذہب اختیار کر لیا۔

اَذْوَاء

یمن کی دو سلطنتیں اذواء و اقیال کے نام سے مشہور ہیں لیکن ہماری رائے میں اذواء کی کوئی جداگانہ سلطنت نہ تھی۔ جن سلاطین حمیر کا لقب "ذو" سے شروع ہوتا تھا (مثلاً ذو جدن، ذو قسین، ذو شناتر، ذو الشعبین، ذو الرمحین، ذو القرنین جس کا اصلی نام کہا جاتا ہے کہ افریقیس تھا۔ وغیرہ وغیرہ) اُنھیں کو اذواء کہتے ہیں قصیدہ حمیریہ میں اس خاندان کے اکثر سلاطین کے نام مذکور ہیں[3]۔ محققین کی رائے میں تبع القرنین

[1] تفسیر ابن جریر۔ ج ۳۰۔ ص ۷۳۔ (عن الحرث عن الحسن عن ورقا عن ابن ابی نجیح عن مجاہد)
[2] معجم البلدان ج ۸ ص ۲۶۲۔
[3] Kremer Him Kasidell

بھی جس نے وحشی قوم یاجوج و ماجوج کی غارتگری سے محفوظ رہنے کے لیے ایک دیوار کھینچ دی تھی انھین سلاطین مین معدود ہے۔ آثار الباقیہ مین علامہ ابوریحان بیرونی کی بھی یہی راے ہی اور تفسیر کبیر مین امام رازی نے بھی اسی قول کو نقل کیا ہے عرب کی قومی روایتین بھی اِس خیال کی موید ہین علامہ ابوالحسن مسعودی فرماتے ہین:-

قد ذکرہ (یعنی ذاالقرنین) تبع فی شعرہ وافتخر بہ وانہ من قحطان[1]

تبع پادشاہ یمن نے بھی اپنے اشعار مین ذوالقرنین کا تذکرہ کر کے اُس پر فخر کیا ہی اور لکھا ہے کہ وہ قبیلہ بنی قحطان سے تھا[1]

علامہ طبری نے تبع کی زبانی یہ فخریہ اشعار بھی نقل کیے ہین جن مین ایک طویل نظم کے بعد وہ کہتا ہے[2]:-

قد کان ذوالقرنین قبلی مسلما
مجھ سے پہلے ذوالقرنین خدا کا ایک مطیع

ملکا تدین لہ الملوک وتحشد
پادشاہ تھا تمام پادشاہ اُس کے فرمانبردار اور سکی زیر علم جمع تھے

ملک المشارق والمغارب یبتغی
وہ مشرق و مغرب پر قابض ہوگیا اور خواہان تھا

اسباب علم من حکیم مرشد
علم کے طریقون کا حکمت والے راہنما سے

فرأی مغیب الشمس عند غروبہا
اس نے آفتاب کے ڈوبتے وقت اس کا موقع دیکھا

فی عین ذی خلب وثاط حرمد
کہ کیچڑ کے چشمے مین ڈوب رہا ہے۔

زبان کے اعتبار سے یہ یقین دشوار ہے کہ واقع مین ان اشعار کی زبان تبابعہ کی قدیم عربی زبان ہوسکتی ہے یا نہین لیکن اگر یہ عہد اسلام ہی کی نظم ثابت ہوجائے

[1] مروج الذہب (برحاشیۂ ابن اثیر طبع مصر ۱۳۰۳ھ) جلد ۲ ص ۱۷۲۔

[2] طبری۔ جلد ۲۔ صفحہ ۹۸۔

جب بھی اس قدر تو ضرور ماننا پڑیگا کہ آج سے تا تیرہ سو برس قبل عرب مین یہ روایت مشہور تھی کہ ذوالقرنین ایک عربی بادشاہ تھا اور اس نے مشرق سے مغرب تک کی سیاحت کی تھی۔ اس بادشاہ کے متعلق عجیب وغریب قصّے کہانیان مشہور تھین اور چون کہ اُن مین بہت سی باتین عبرت خیز بھی تھین اس لیے اہل عرب کو عبرت دلانے کے لیے قرآن نے بھی اُس کا ماجرا بیان کیا لیکن دیکھنا کس قدر سنجیدہ و نتیجہ خیز الفاظ مین

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ، قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا، اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا فَاَتْبَعَ سَبَبًا، حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا، قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّا اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّا اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا، وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى، وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا، ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا، حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

تجھ سے ذوالقرنین کے بارہ مین پوچھتے ہین کہدے مین عنقریب اُسکے واقعہ سے کچھ مذکور پڑھ کر سنائے دیتا ہون۔ ہم نے قدرت دی تھی اُس کو زمین مین اور [illegible] اوسکو ہر چیز سے راہ پس پیروی کی ایک راہ کی یہان تک کہ جب آفتاب کے غروب ہونے کی جگہ تک پہونچا تو اس کو کیچڑ کے ایک چشمے مین ڈوبتے پایا اور اُس کے نزدیک ایک گروہ بھی ملا۔

ہم نے کہا اے ذوالقرنین یا تو عذاب دے تو ان کو یا ان کے ساتھ بھلائی کر۔ اُس نے کہا جو ظالم ہوگا ہم اسکو عذاب دینگے اس کے بعد اپنے پروردگار کے پاس پھیر لیجایا جائیگا پس عذاب دیگا اُسکو بڑا لیکن جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو اس کے لئے جزاے نیک ہے اور البتہ کہینگے ہم اس کو اپنے کام مین سے آسان کام۔ ذوالقرنین پھر اورون کے پیچھے چلا یہان تک کہ جب آفتاب

تَطْلُعُ عَلٰی قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ
دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ کَذٰلِکَ، وَقَدْ اَحَطْنَا
بِمَا لَدَیْهِ خُبْرًا ۝ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا،
حَتّٰی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ
مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا یَکَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ
قَوْلًا، قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ
وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ
فَهَلْ نَجْعَلُ لَکَ خَرْجًا عَلٰی اَنْ
تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا، قَالَ مَا مَکَّنِّیْ
فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ
بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا، اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ
حَتّٰی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ
انْفُخُوْا حَتّٰی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِیْ
اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا، فَمَا اسْطَاعُوْا اَنْ
یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا، قَالَ
هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ
رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَکَّآءَ، وَکَانَ وَعْدُ رَبِّیْ
حَقًّا،

کے طلوع ہونے کی جگہ تک پہونچا تو اُس کو ایک
ایسی قوم پر نکلتے پایا کہ نہین بنایا تھا ہم نے
اُن کے لیے کوئی پردہ اُدھر۔ اِسی طرح تھا اور واقع
مین احاطہ کر لیا تھا ہم نے ساتھ اُس چیز کے کہ
نزدیک اُس کے تھی خبرداری۔ ذوالقرنین پھر اور راہ
کے پیچھے ہو لیا۔ یہان تک کہ دو دیوارون کے درمیان
پہونچا تو ایک ایسی جماعت کو اُن کے اُدھر پایا جو
ایسے بھی نہ تھے کہ بات سمجھنے لگتے۔ لوگون نے
کہا کہ اے ذوالقرنین یاجوج و ماجوج زمین مین
فساد کرنے والے ہین بس آیا سامان کر دین ہم
تیرے لیے کچھ مال کا اس شرط پر کہ تو ہماری اور
اُن کے درمیان ایک دیوار بنا دے۔ ذوالقرنین
نے کہا کہ جس بات مین میرے پروردگار نے مجھے
قدرت دی ہے وہی بہتر ہے البتہ مدد کرو میری
طاقت کے ساتھ کہ بنا دون مین تمہارے اور اُن
کے درمیان ایک موٹی دیوار، لا میرے پاس ٹکڑے لوہے
کے یہان تک کہ جب برابر کر دیا درمیان دونون پہاڑون
کے کہا کہ دھونکو، یہان تک کہ جب اُس کو آگ کر دیا
تو کہا میرے پاس لاؤ کہ مین اس پر گلا ہوا تانبا

والوں۔ یاجوج و ماجوج اب نہ اس پر چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ کر سکے۔ ذوالقرنین نے کہا کہ یہ میرے پروردگار کی مہربانی ہے جب میرے پروردگار کا وعدہ آئیگا تو اس کو ریزہ ریزہ کر ڈالیگا اور میرے رب کا وعدہ حق ہے۔

یہ سارا قصہ عرب میں اسی طرح مشہور تھا۔ اہل عرب واقع میں معتقد تھے کہ ذوالقرنین آفتاب کے نکلنے اور غروب ہونے کی جگہ تک پہونچ گیا تھا لیکن قرآن نے بتایا کہ امر واقع یہ نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ دوران سیاحت میں وہ ایک ایسی جگہ پہونچا جہاں اُس کو محسوس ہوا تھا کہ آفتاب گویا ایک کیچڑ کے چشمے (گڑھے) میں ڈوب رہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی آیت وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

ولا یخالف هذا قوله "وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ" فان المراد بها نهاية مدرك البصر اليها حال الغروب۔[۲]

یہ آیت (آفتاب اپنے ایک مدار[۱] پر حرکت کر رہا ہے) اس آیت کے مخالف نہیں ہو کہ آفتاب کو ایک کیچڑ کے چشمے میں ڈوبتے پایا" اس لیے کہ اس سے غروب کے وقت نظر کی انتہائی دریافت مراد ہے۔[۲]

[۱] ہم نے "مستقر" کا ترجمہ مدار اس لیے کیا ہے کہ امام رازی نے مستقر کی تفسیر میں چار طرح کی توجیہیں کی ہیں۔ آخری توجیہ یہ ہے کہ هو الدائرة التى عليها حركتها (مستقر سے وہ دائرہ مراد ہے جس پر آفتاب کی حرکت ہوتی ہو) تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۸۶۔ اس عبارت کا صحیح مفہوم "مدار" ہے۔

[۲] فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۴۱۶ (طبع مصر)

علامہ عینی لکھتے ہیں :-

لیس فی معنی "عین حمئة" سقوطھا (ای سقوط الشمس) فیھا وانما ھو خبر عن الغایة التی بلغھا ذوالقرنین فی مسیرہ حتی لم یجد وراءھا مسلکا لھا فوقھا او علی سمتھا او کما یرے غروبھا من کان فی لجة البحر لا یبصر الساحل کانھا تغرب فی البحر[۱]

کیچڑ کے چشمے سے یہ مراد نہیں ہے کہ آفتاب اس میں گر پڑتا ہے۔ ذوالقرنین سفر میں جس جگہ تک پہونچے تھے یہ اُس کی خبر ہے یعنی جاتے جاتے ایسے مقام پر پہونچے کہ وہاں سے اُنھیں کسی سمت راستہ کا پتہ ہی نہ چلا جیسے کوئی سمندر میں ہو اور اُسے ساحل نظر نہ آتا ہو تو وہ دیکھیگا کہ آفتاب بھی اُسی میں ڈوب رہا ہے۔[۱]

امام رازی نے توضیح کی ہے :-

وجد الشمس کانھا تغرب فی عین وھدة مظلمة وان لم تکن کذالک فی الحقیقة کما ان راکب البحر یری الشمس کانھا تغیب فی البحر اذا لم یر الشط[۲]

ذوالقرنین نے آفتاب کو نشیب کے ایک کیچڑ کے چشمے میں ڈوبتے پایا۔ ہرچند کہ واقع میں یہ بات نہ تھی جیسے سمندر میں کوئی جہاز جارہا ہو اور ساحل اس کو نظر نہ آتا ہو تو اُسے یہی محسوس ہوگا کہ آفتاب سمندر میں ڈوب رہا ہے۔[۲]

غرض کہ ان آیات کا مفہوم یہ ہے کہ ذوالقرنین کی سیاحت کا سلسلہ اس قدر دراز تھا کہ وہ اپنی دانست میں ایک ایسے مقام پر پہونچ گیا تھا جو اُس کی انتہائی دنیا نظر آتی تھی۔ یاجوج وماجوج نامی ایک نہایت وحشی قوم تھی جس نے اہل ملک کو سخت

---

[۱] عینی شرح صحیح بخاری جلد ۹ ص ۱۶۴ (طبع قسطنطنیہ)

[۲] تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۷۵۳۔

زحمتون مین مبتلا کر رکھا تھا۔ لوگون نے درخواست کی کہ ایک بڑی دیوار کھینچ دی جائے کہ ان وحشیون کے حملے کا سدّباب ہو جائے۔ ذوالقرنین نے اُن کی درخواست منظور کی اور دیوار تعمیر کرا دی۔ یون تو یہودیون کی قومی روایتون کی مدد نے اس قصہ کو آراستہ یا خرافات مین آلودہ کر رکھا ہے لیکن قرآن کا بیان خلاف واقع کبھی نہین ہوسکتا اور نہ اصل واقعہ مین کوئی ایسی بات ہے جو عقل کے مخالف ہو۔ آجکل اسکیمو قوم کے افراد جب کبھی کسی انگریز کا تذکرہ کرتے ہین تو کہتے ہین "انگریزون کے سر بہت بڑے ہوا کرتے ہین اُن کے پر بھی ہوتے ہین اور وہ اُڑتے بھی ہین نظر بھر کر اگر کسی کی طرف دیکھ لین تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔ دریائی کتے کو ایک لقمہ مین نگل جایا کرتے ہین" فرض کرو کسی زمانہ مین انگریزون کی قوم فنا ہو جائے تو کیا اسکیمو کے خلاف عقل خلاف واقع مبالغہ کی بنا پر انگریزون کے وجود سے انکار کر دیا جائیگا۔

یاجوج وماجوج سے کون سی قوم مراد ہے؟ موجودہ تاریخین اس سوال کے جواب سے خاموش ہین، لیکن یہودیون کی کتاب مقدس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد قدیم مین یاجوج وماجوج کے نام سے ایک بڑی قوم آباد تھی جس کی شرارت سے تنگ آکر حزقی ایل پیغمبر نے اُن کو اپنے صحیفہ مین سخت بد دعائین دی ہین۔ فرماتے ہین[1]

"دیکھ مین تیرا مخالف ہون اے جوج روش مسک اور توبال کے سردار اور مین تجھے پلٹ دونگا اور تجھے لیے پھرونگا اور ایسا کرونگا کہ تو اُتر کی طرف سے چڑھ آوے اور تجھے اسرائیل کے پہاڑون پر لاؤنگا۔ اور تیری کمان جو تیرے بائین ہاتھ مین ہے گرا دونگا اور ایسا کرونگا کہ تیرے تیر

[1] حزقیل - باب ۳۹ - آیت ۱ - ۷

تیرے داہنے ہاتھ سے گر پڑینگے۔ تو اسرائیل کے پہاڑون پر گر جائیگا تو اور تیرا سارا لشکر اس گروہ سمیت جو تیرے ساتھ ہے۔ اور مین تجھے ہر قسم کے شکاری پرندون اور میدان کے درندون کو خوراک کے لیے دونگا۔ تو کھلے ہوے میدان مین گر پڑیگا۔ کیونکہ مین نے ہی کہا خداوند یہواہ فرماتا ہے اور مین ماجوج پر اور اُن پر جو جزیرون مین بے پروائی سے سکونت کرتے ہین ایک آگ بھیجونگا اور وہ جانینگے کہ مین خداوند ہون"

اس صحیفہ مین اس کے علاوہ اور بھی جوج وماجوج کے واقعات مذکور ہین اور گو بجاے یاجوج کے یہان جوج درج ہے لیکن جس تورات سے بابل مین یہودیون کی گرفتاری کے وقت ابراہیم و نوح علیہما السلام کے صحیفے گم ہوکر نابود ہو گئے ہون وہ اگر مترجمون کی بے احتیاطی سے یاجوج کی ی والف کو غارت کردے تو کیا یہ فان سرق فقد سرق اخ لہ من قبل کے مفہوم سے زیادہ بعید ہے۔

قصہ مختصر ہماری راے مین ذوالقرنین عرب تھا۔ اس لیے کہ:۔

(۱) اہل عرب علانیہ اس کے مدعی ہین۔

(۲) خاندان اذواء کے تمام سلاطین کے القاب اسی طرح کے ہوا کرتے تھے ذو ثعلبان، ذو عنکلان، ذو عمران، ذو ریان، ذو فیقان، ذو شہران، ذو اوسان ذو تبجان، ذو فین، ذو رعین، ذو الرمحین، ذو الشعبین، ومثل ذلک[1] ممن ذکر طرفا منہم نشوان بن سعید الحمیری فی قصیدتہ التی یبلغ ۱۳۵ بیتا ضمنہا خلاصۃ اخبار الاذواء وغیرہم من ملوک الیمن۔

---

[1] Himjarische kasideh von kremer leip

(۳) بند باندھنا اور پہاڑون کے بیچ مین دیوارین کھینچنا اہل عرب کے خصوصیات مین تھا جس کا ایک شائبہ سد ذوالقرنین مین بھی نظر آتا ہے۔

(۴) قرآن مین جتنے قصے مذکور ہین یا تو عرب اور اُن کے آبا و اجداد کے ہین یا بنی اسرائیل کی کچھ سبق آموز داستانین ہین جن کا عرب سے بہت قریبی تعلق تھا

قدیم عربی عمارتین

جاحظ کا بیان ہے کہ کسی قوم کے تمدن کا اندازہ کرنے کے لیے سب سے زیادہ دو چیزون پر نظر پڑتی ہے (۱) اُس قوم کا لٹریچر کیسا ہے (۲) اُس کی عمارتین کس وضع کی ہین۔ عرب مین یہ دونون خصوصیتین نمایان طور پر نظر آ رہی ہین عربی لٹریچر جو عہد جاہلیت میں رائج تھا فلسفۂ اخلاق کی جان ہے۔ عرب کے تمدن کا پایہ اگر نہایت رفیع نہ ہوتا تو یہ اخلاقی رنگ کبھی نظر نہ آتا۔ دنیا کی کوئی قوم اِس قسم کا اخلاقی نمونہ اور وہ بھی اِس کثرت کے ساتھ پیش نہین کر سکتی۔ عرب کی پرانی عمارتین ایسی عظیم الشان تھین کہ ادب کی کتابین اُن کے تذکرہ سے معمور ہین۔ قصر ناعط، ریدہ، مدر، صرواح، غمدان، یہ اِس عظمت کی عمارتین تھین کہ شعراے ادب کو اب تک اُن کے تذکرہ مین مزہ آتا ہے اور فخریہ نظمون مین ہمیشہ اس پہلو پر ناز کیا جاتا ہے۔ قصر غمدان کے کھنڈر صنعاء مین اس وقت بھی موجود ہین۔ علامہ عبدالرحمن ہمدانی و یاقوت حموی کی راے مین اِس کا بانی شاہ الیشرح یحصب تھا۔ حضرت عثمان ذوالنورین کے عہد تک یہ عمارت

ھ[1]

[1] دیاقوت ج ۲ ص ۸۱۱۔

موجود تھی[1]۔ ہمدانی نے اس کے کھنڈر خود دیکھے تھے پہاڑ جیسا ایک بڑا سا ٹیلہ تھا جو ۲۰ بیس منزل کی ایک عمارت تھی۔ اس عمارت مین تانبے کے چار بڑے بڑے شیر بنے ہوئے تھے جو اندر سے خول دار تھے۔ جب ہوا چلتی اور شیر کے شکم کے اندر پہونچ جاتی تو نہایت ہولناک آواز سنائی دیتی تھی۔ یہی محسوس ہوتا تھا کہ واقع مین شیر غرا رہا ہے۔ جنوبی و شمالی و غربی و شرقی ہر ایک ہوا کے رخ ایک ایک شیر کا مجسمہ نصب تھا جو ہوا بھی چلتی شیر کے آواز سنائی دیتی۔ دروازون پر پردے پڑے ہوے تھے جن مین گھنٹیان لٹکی ہوئی تھین۔ ہوا سے پردون کو حرکت ہوتی تو بڑے زور سے گھنٹیان بجنے لگتین۔ الیشرح نے اس کے متعلق ایک نظم بھی لکھی تھی جس کا ایک شعر باقی رہا ہے:۔

وانی انا القیل الیشرح حصنك غمدان بمهت[2]

حصنك۔ قدیم حمیری زبان مین واحد متکلم کا صیغہ ہے موجودہ عربی مین بجائے اس کے حصنت (بھینکے)

ایک بڑی عمارت کے کھنڈر مارب کے شمال مشرق مین بھی نظر آتے ہین جو حرم بلقیس کے نام سے مشہور ہے یہ عمارت تین سو فیٹ کے محیط مین ہی ہوگی اس کے گرد اگرد ایک دیوار ہے جسمین دو دروازے ہین شمالی و جنوبی۔ دیوار پر جا بجا سبئی کتابے منقوش ہیں جن مین بانیوں کے نام وغیرہ لکھے ہین[3]

ابو الحکم مرائی نے جو عہد قدیم کا ایک نامور شاعر تھا سلاطین یمن کی تمام عمارتون اور محلسراؤن کا اس نے ایک قصیدہ مین تذکرہ کیا ہے جس کے بعض اشعار حسب ذیل ہین۔

---

[1] مسعودی جلد ۱ صفحہ ۲۶۱

[2] Mullerburg. I. 56-58

[3] Mullerburg. II. 18

نحن المقاول والاملاك قد علمت ‏ اهل المواشي بانا اهل غمدانا

واننا رب بينون واضرعه ‏ والشيد من هكر يا هيك بنيانا

براقش ومعين نحن عامرها ‏ ونحن ارباب صرواح وروثانا

وناعط نحن شيدنا مخالفها ‏ وقصرها وقرى نشق ونوفانا

وتلفم البون والقصرين من خمر ‏ وتنعما وقرى شرح ودعانا

والهندتين بنى ذوالتاج من تبع ‏ وقصر ذى الورد تامارس ميلحانا

وصبح نحو ونجرا فوق قبتها ‏ بنى لنا وشبابا ما ببيت اقيانا

وفى ريام وفى النجدين من مدر ‏ على المنار وحق الشيد ايوانا

وفى ظفار بنت اباؤنا غرفا ‏ فى كوكبان وقصر الملك ريدانا

وقصر بينون علاه وشيده ‏ ذوالفخر عمرو وسمى قصر غمدانا

وقصر احور اسس الفيل ذو يزن ‏ وقصر ذى فائش ارباب قد كانا

وقصر سلحين علاه وشيده ‏ كهلان والدنا احسب بكهلانا

فاصبحت مارب للريح مخترقا ‏ بعد القصور وبعد الشيد ميدانا

ساق المياه الى سد بمأربنا ‏ للجنتين مغانينا وبخشانا

آخری شعر گویا قرآن کے بیان (وبدّلناهم بجنتيهم جنتين الخ) کی واضح تصدیق ہے۔

ان عمارتوں کے علاوہ عدن میں پہاڑ کاٹ کر جو رستہ بنایا ہے یا کوہ بینون میں جو رستہ نکالا ہے اُس کا نظارہ ایسا نہیں ہے کہ انسان دیکھ کر دنگ ہو جائے اسی طرح حصن غراب کے کھنڈروں کو دیکھ کر بھی خدا کی قدرت یاد آتی ہے وہ قوم جس نے ایسی ایسی شاندار یادگاریں چھوڑی ہیں کہ ہزاروں برس سے زمانہ کی مخالفت کا مقابلہ کرتی آتی ہیں قدرت کے زبردست فیصلہ نے جب اُسکو اور اُس کے تمدن کو نیست و نابود

کردیا تو پھر موجودہ تمدن کے قیام کی کیا ضمانت ہوسکتی ہے جسکی ناپایدار عمارتیں بادگاہیں بسال مرمت طلب ہوتی ہیں حصن غراب جس کا ابھی ہمنے تذکرہ کیا ہے پتھر کا ترشا ہوا ایک قلعہ تھا جس کو ابرہہ فاتح یمن کی یادگار میں تعمیر کرایا تھا اب صرف ایک بڑا سا پارہ گیا ہے جسمیں جابجا خط مسند کے کتابے وستیاب ہوئے ہیں ۔ ارض حیرہ و غسان کی عمارتوں کے آثار بھی موجود ہیں یہ سلطنتیں عہد اسلام تک قائم تھیں تاریخوں میں انکے واقعات عام طور پر مذکور ہیں مگر چونکہ ایران و روم کی ماتحتی کے داغ سے انکی پیشانی آلودہ ہے اس لیے ہم کو چار و ناچار قطع نظر کرنا ہے ۔

حسن خاتمہ کے لیے اس عنوان کو ہم کعبہ شریفہ کے تذکرہ پر ختم کرنا چاہتے ہیں جو نہ صرف عرب بلکہ ساری دنیا میں ایک عجیب و غریب عمارت شمار ہوتی ہے کعبہ اصل میں مربع و مرتفع مکان کو کہتے ہیں اور اسی نسبت سے اس عمارت کا نام بھی کعبہ پڑا ہوگا ۔ عرب میں اس عمارت کی عظمت ضرب المثل تھی ہر حصہ ملک کے باشندے اس کو مقدس مانتے تھے یمن کے شہنشاہ تبع نے اس پر غلاف چڑھایا تھا اور ایک نظم بھی لکھی تھی جس سے دلی عقیدت ظاہر ہو رہی ہے کعبہ کو دیکھ کر اور بہت سی عمارتیں ملک میں اسی نام سے بنی تھیں جنمیں کعبہ نجران و کعبات کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے ۔ وہ شہر (مکہ) جسمیں یہ عمارت واقع تھی اسکی لت بدو دور دراز شہرہ تھا قدیم اشوری (بابلی) زبان میں مکا گھر کو کہتے ہیں خانہ کعبہ کا اصلی نام بھی بیت ہی ہے جس کے لفظی معنی گھر کے ہیں اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ یہ گھر کتنا قدیم تھا اور اسکی عرب سے نکل کر دوسرے دوسرے ملکوں میں بھی شہرت تھی جزیرہ صقلیہ (سسلی) کا مشہور مورخ ڈیوڈورس جو پہلی صدی عیسوی میں گذرا ہے قوم نبط کے تذکرہ میں لکھتا ہے ۔

وورا ارض الانباط بلاد بنی زومین و فیہا	قوم نبط کی زمین کے اُدھر بنی زومین کا ملک ہے اس ملک میں
ھیکل محترمہ العرب کافۃ احتراما کثیرا	ایک عبادتگاہ ہے جسکی تمام اہل عرب بڑی تعظیم کرتے ہیں ۔

جو رجی زیدان کی رائے میں بنی زومین سے غالباً قوم جرہم مراد ہوگی جو ایک زمانہ میں والی مکہ تھی اس روایت کو بعض کعبہ کی قدامت کا عربی روایتوں کے مطابق اندازہ کرو اور دیکھو کہ قرآن کا دعوی اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ کس قدر قرین قیاس ہے ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

۱؎ معجم البلدان ج ۶ ص ۲۰۲

۲؎ معجم البلدان ج ۷ ص ۲۰۷ و جلد ۶ ص ۲۰۲

۳؎ الحضارۃ الاسلامیہ ص ۲۰

۴؎ [illegible]

مسلمانوں کی تہذیب (از نواب محسن الملک مرحوم) ۴ر

ترکوں کی معاشرت (از منشی محمد حسن خاں صاحب) ... ...

رسوم جاہلیت (از مولانا نجم الدین صاحب) ... ...

ارشادات القرآن (از مولوی فتح محمد خان الندھری) ... ۸ر

نفائس القصص والحکایات از مولوی فتح محمد خاں صاحب ۶ر

الصدیق معہ تفسیر (از حافظ عبد الرحمن صاحب سیاح) ... ...

رباعیات عمر خیام (مع سوانح حکیم عمر خیام)

سوانح عمری آنحضرت صلعم (مرتبہ شری دیے دیوجی برہم سماجی) ۵ر

فرہنگ فرنگ (از شمس العلما منشی ذکاء اللہ صاحب) ۱۰ر

فن شاعری (از مرزا سلطان احمد صاحب)

قومی گیت (مسٹر خاموش) ۴ر

البرامکہ (منشی عبد الرزاق صاحب) بلا جلد ... مجلد ... مجلد سنہری ...

کارنامہ ترک (از منشی محمد حسن خان صاحب) ۱۴ر

گلشن ہند (تذکرہ شعرائے اردو از مرزا علی لطف مرحوم) ۸ر

آب حیات (تذکرہ شعرائے اردو) از شمس العلما مولانا محمد حسین صاحب آزاد مرحوم

مکاشفات آزاد " " " " ۴ر

مجموعہ نظم پاک رسایل ... " " " " ۸ر

مکتوبات آزاد " " " "

سخندان پارس " " " "

انشاء جدید (خطوط بہ طرز جدید) از مولانا عبد السلام صاحب رفیقی	...	۶
اوزن الکرام فی عقاید الاسلام (منشی عطا محمد صاحب عطا)		عہ
الایمان (منشی فاضل سید محمود علی صاحب)	.. ..	عہ
المرتضیٰ (از حافظ عبد الرحمن سیاح)	.. .. ..	عہ
آئین قیصری (از شمس العلماء منشی ذکاء اللہ صاحب)	.. ..	عہ
اسم اعظم (سوانح غوث اعظم)	.. ..	عہ
اسرار نماز (ترجمہ کتاب امام محمد غزالی رحمۃ اللہ)	.. ..	۱۲
اسلام ترجمہ لیکچر مسز اینی بسنٹ	.. .. ..	۳
اردوئے معلّی (مرزا غالب کے رقعات کا مجموعہ)	.. ..	عہ
اویماق مغول (تاریخ اقوام مغل)	.. ..	عہ
ارمانوسہ (مترجمہ مولوی محمد حلیم انصاری) اسلامی تواریخی ناول	..	۶
ابو مسلم خراسانی (دلچسپ ناول مترجمہ مولوی عبد الحلیم صاحب عربی ناول کا ترجمہ)		عہ
تذکرۃ المصطفیٰ (از سید نواب علی خان صاحب ایم اے)	.. ..	عہ
تاریخ القرآن (مولوی محمد اسلم صاحب جیراجپوری)	.. ..	عہ
ہندو رانیاں	.. ..	۸
صناعۃ العرب (از مولانا عبد اللہ العمادی)	.. .. ..	۳
ابن عربی (از مولانا عبد اللہ العمادی)	.. .. ..	۲

المشتہر منیجر بک ڈپو وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر